46376
mad

فہرست کتب

نبی معصوم	۶ہر
مفتاح الاسرار بر تثلیث	۲ر
تعلیمات التعلیمات	۱ر
آئینہ اسلام	۱ر۶ہر
آئینہ قرآن - پادری ای - ایم - ویری صاحب	۱۲ر
ثلاثۃ الکتب	۱ر
دین حق کی تحقیق	۳ہر
دین اسلام اور اُس کی تردید از روئے اسلام	۲ر
جواب اہل الکتاب	۴ر
قرین قرآن - ڈپٹی آتھم صاحب	۳سر
ردّ آرائے اسلام - ایچ منسل	۶سر
اثمار شیریں - ایک مشہور عربی ناول کا ترجمہ	۱۲ر

اِنکے علاوہ اس کتب خانہ میں مسیحی مذہب کی کتابیں انگریزی - فارسی - ہندی اُردو - گرمکھی - پشتو اور پنجابی زبانوں میں اور نیز بائبل کے حصّے یورُوپ اور ہندوستان کی اکثر زبانوں میں مقررّہ قیمت پر مِل سکتے ہیں۔ خط و کتابت بنام اسسٹنٹ سکرٹری پنجاب ریلیجس بُک سوسائٹی

انارکلی - لاہور - ہونی چاہئے۔

فہرست کتب

دُنیا کی سب نیکیوں سے بڑی نیکی	۱ر
آرام آتھمی	۱ر
گنجینۂ لازوال	۱ر
ہدایت الصدق	۱ر
راحت القلوب	۲ر
مسیح ابن اللہ	۲ر
مسیح کا جی اُٹھنا	۲ر
طلوعِ آفتابِ صداقت	۲ر
اگستین کے اقرارات	۱۲ار و عہ ر
فضلِ الٰہی	۴ر
القابِ مسیح	۲ر و ۲ار
برُجِ مستحکم	۵ر
اوراد سیرۃ المسیح	۸ر
کیا مسیحی مذہب خدا کیطرف سے ہے	۲ر
بیگناہی مسیح	۱ر
حقیقتِ گناہ	۴ر
تثلیث فی التوحید	۳ہر
کلاڈیا کی حق شناسی	۴ر
فارۂ مسیح	۶ہر

روح کی نجات۔ لوگ سکندر کی فتحیابی پر حیران ہوتے ہیں۔ لیکن یہاں ایک ایسا فتحمند بہادر ہے جو انسانوں کو انکی عالی ترین بہتری کیواسطے اپنی طرف کھینچتا ہے۔ جتنے سے لاتا ہے اپنے میں ملاتا ہے۔ ایک قوم کو نہیں کل انسانوں کو +

روسا زدن کہتا ہے کہ انجیل کے مقابلہ میں فلاسفروں کی کتابیں باوجود اپنی دھوم دھام کے کیسی ادنی ہیں کیا ممکن ہے کہ وہ نوشتے جو ایسے اعلیٰ اور ایسے سادہ ہیں۔ انسان کا کام ہوں۔ کیا ہو سکتا ہے کہ جسکی زندگی وہ بیان کرتی ہیں محض انسان سے زیادہ نہو؟ کیا اسکی چال چلن میں کوئی بات خارجی انتھوزی اسٹ یا حریص والی ہے؟ اسکے اطوار میں کیسی ملائمت و کیسی طہارت ہے! اسکی تعلیم میں کیسی مؤثر خوبی ہے۔ یا اسکی مثلوں میں کیسی بالائی! اسکے لفظوں میں کیسی گہری حکمت ہے! کیسی دلیری اور اسکے جوابوں میں کیسی ملائمت اور مناسبت ہے! اپنی خواہشوں پر کیسا تسلط ہے! کہاں وہ انسان اور کہاں وہ حکیم جو بلا کمزور ہوئے اور بلا دکھلاوے کے عمل کرنا۔ دکھ سہنا اور مرنا جانتا ہو؟ اے میرے دوست آدمی اس طرح کی باتیں تو ایجاد نہیں کرتے۔ اور سقراط کی وارداتیں جنپر کوئی شبہ نہیں کرتا ایسی مصدق نہیں ہیں جیسے واقعات مسیح ہیں۔ وہ یہودی اس اخلاق کا کبھی خیال نہیں کر سکتے تھے۔ اور انجیل اپنی صداقت کی ایسی اعلیٰ اور قطعی اور بے نظیر علامتیں رکھتی ہے کہ ان کے ایجاد کرنیوالے اس سے عجیب تر ہونگے جسکی وہ تصویر کھینچتے ہیں۔ (یعنے انجیل کسی کی ایجاد کی ہوئی کہاوت نہیں ہے مگر واقعی صداقت سے پر ہے) +

اے ناظرین خدا کرے کہ ہم تم سب اس طور سے بلکہ بڑھکر اپنے خداوند اور نجات دینیوالے یسوع مسیح کی توقیر کریں اور اسسے ملجائیں اس وسیلے سے اس جہان کی آلودگیاں خودہی چھوٹ جائینگی اور ہم خدا کے لائق خاندان بنجائینگے۔ آمین +

تنبیہہ خیال رہے کہ ہمنے اس رسالہ میں قرآن اور انجیل کو اپنی اپنی جگہ پر صحیح و درست فرض کر کے ان کے حوالے دیئے ہیں۔ اگر کوئی صاحب اس معاملہ میں عقلی بحث کرنا چاہے۔ تو لاحاصل ہے ایسی تقریر کسی دوسرے موقع پر کارآمد ہوگی۔ مصنف۔ جی۔ ایل۔ ٹھاکرداس

یعنی ہمیشہ اور از سرِ نو استفسار کئے جانے اور از سرِ نو ظاہر کئے جانیکے متقاضی ہونگے ۔

علامہ ہرڈر کہتا ہے کہ یسوع مسیح عمدہ ترین اور نہائت کامل معنے میں انسانیت کی خیالی صورت کا واقعی ظہور ہے ۔

شاہ نپولی اَن بھگا جو ایک وسیع العقل انسان تھا جزیرہ سینٹ ہلینا میں ایکدن اپنے دستور کے موافق پیشین ناموروں کی بابت گفتگو کرتے ہوئے اور اُنکے ساتھ اپنا مقابلہ کرتے ہوئے دفعتاً گھوم کر اپنے ساتھی سے پوچھنے لگا کہ کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ یسوع مسیح کون تھا۔ اُس افسر نے اقرار کیا کہ میں نے ایسی باتوں کی بابت اب تک کچھ خیال نہ کیا۔ نپولی اَن نے کہا کہ اچھا میں تمہیں بتاؤنگا۔ تب اُسنے اپنے اور یلانِ قدیم کے ساتھ مسیح کا مقابلہ کیا۔ اور دکھایا کہ وہ کیونکر اُنپر غالب ہے۔ اور کہا کہ مجھے گمان ہے کہ میں ذاتِ انسانی کی بابت کچھ جانتا اور سمجھتا ہوں۔ اور میں تمہیں کہتا ہوں کہ وہ سب انسان تھے اور میں بھی انسان ہوں۔ لیکن ایک بھی مسیح کے موافق نہیں ہے۔ یسوع مسیح انسان سے زیادہ تھا۔ سکندر اور سیزر اور چارلی مین نے اور میں نے بڑی بڑی بادشاہتیں قائم کیں۔ لیکن ہماری عقل کے نتیجے کس بات پر منحصر تھے؟ زور پر۔ فقط یسوع ہی نے اپنی بادشاہت محبت پر قائم کی۔ اور آجکے دنتک لاکھوں اُسکے لئے خوشی سے مرنیکو طیار ہیں۔ ایک اور موقع پر نپولی اَن نے کہا کہ انجیل کوئی معمول کتاب نہیں ہے۔ لیکن ایک زندہ مخلوق ہے۔ ایسا قوی اور توانا کہ مخالف کو مغلوب کرتا ہے۔ پھر ادب سے چھو کر کہا کہ میز پر یہہ کتاب الکتب دھری ہے۔ میں اُسے پڑھتے تھک نہیں جاتا اور یکساں خوشی سے ہر روز ایسا ہی کرتا ہوں۔ روح انجیل کے حُسن سے فریفتہ ہو کر اپنی نہیں رہتی۔ خدا اُسپر سراسر قابض ہوتا ہے۔ وہ اُسکے خیالوں اور قوتوں کی ہدائت کرتا ہے۔ وہ اُنکی ہی یسوع مسیح کی اُلوہیت کا یہہ کیا ثبوت ہے۔ مگر اِس حکومت میں اُسکا صرف ایک مُدعا ہے۔ یعنے فردِ بشر کی رُوحانی کاملیت۔ اُسکے ضمیر کی صفائی۔ سچائی کے ساتھ اُسکا میل۔ اُسکی

محمدؐ	مسیح
سکتا ہے اُس کے آنے سے دُنیا کو کیا فائدہ ہے وہ تو اَور وںکو اپنی تعلیم اور نمونہ سے صرف اپنے مطابق کر سکتا ہے - اور بس ✦	اور اِسی لئے اِنسان کو یقین ہو سکتا ہے کہ فقط مسیح ہی وہ شخص ہے جِسکا نمونہ ہمارے لائق ہے ✦

اَے ناظرین کامل نمونہ ڈھونڈھنے میں کسی کا لحاظ نہ کرو ؟ اپنے آباؤں کے بڑونکو رواج کے سبب نہ مانتے جاؤ - کامل اُستاد اُسکو نہ کہو جِس کے عیب چھپائے گئے ہوں - یا جِن کے عیب اُنکی خوبیوں میں ڈھپے ہوں - اِس اَمر میں چاہئے کہ ہم پاسداری نہ کریں - بلکہ بے لحاظ اور بے طرفدار ہو کے اپنے کامل اُستاد کو ڈھونڈیں - خواہ وہ ناصرت ہی میں ملے - کیونکہ جیوں جیوں ہم اِسبات سے تغافل کرتے ہیں - تیوں تیوں ظاہر کرتے ہیں کہ رُوحانی ترقی کی ہمیں کچھ غرض نہیں کاملیت اور اُس کا نمونہ ہمارے کِس کام ہے اور اَیسے خیالوں میں پڑ کے ہم رُوحانی اور اخلاقی زندگی میں کوشش نہیں کرتے - بلکہ مثل حیوان مطلق کے اپنے نفسانی ہوس کو قانون ہدایت اور شرع قدرتی مانتے ہیں مگر اَیسا نہ ہونا چاہئے - یہہ ہماری ہستی کی غرض نہیں - آؤ ہم اپنی اصلی قدرتی حالت پر آئیں - اور اِس بات کا مقدور فقط مسیح خداوند کی پیروی سے ہو سکتا ہے - حق تعالیٰ یہہ ذریعہ ہر ایک کے سامنے رکھے - یہہ نمونہ ہر ایک دِل کی آنکھیں دیکھیں ✦

آخر میں ہم چند ناموروں اور عالموں کی رائے سیرتِ مسیح کی نسبت کتاب لائف اینڈ ورڈس آف کرایسٹ مصنفہ ڈاکٹر کننگ ھام گیکی سے پیش کرتے ہیں جِن سے ناظرین فائدہ اُٹھا سکتے ہیں - چنانچہ :-

ٹامس کارلائل - بڑے اَدب سے کہتا ہے کہ عیسیٰ ناصری ہمارا الٰہی نمونہ !! اُس سے بڑھکر تاہنوز اِنسانی خیال نہیں پہنچا - ایک بالکل پائدار اور بیحد سیرت کی صورت - جسکے

مسیح

مجھے کیوں آزماتے ہو؟ جزیہ کا سکہ مجھے دکھاؤ
وہ ایک دینار اُس پاس لائے۔ تب اُسنے اُنسے
کہا یہہ مورت اور سکہ کسکا ہے؟ اُنہوں نے کہا قیصر
کا پھر اُسنے کہا پس جو چیزیں قیصر کی ہیں قیصر کو اور
جو خدا کی ہیں خدا کو دو۔ پھر دیکھو وہ فریبی خود ہی
جواب سنکر حیران ہوئے اور چلدیئے۔ اسیطرح صدوقیوں
نے اپنا داؤ چلایا اور قیامت کے انکاری ہوکر
قیامت ہی کی نسبت ایک پیچیدہ سوال گھڑ لائے
خداوند مسیح نے اُن کی بھی غلطی کو درست کیا۔ متی ۲۲: ۲۳
الحاصل اے ناظرین مسیح کبھی کسی کے
فریب میں نہ آیا اور نہ کسی کو فریب دیا بلکہ سچائی سے
خدا کی راہ بتاتا تھا۔ پس ایسے کامل شخص کا آنا
اِس دُنیا میں کسلیئے ہوا۔ کیا یہہ اتفاقی امر تھا یا
اُس سے کوئی مقصد مدنظر تھا۔ ایسا شخص اس
دُنیا میں بلا ارادہ اور بلا مطلب نہیں آسکتا۔ جسکی
ہر تعلیم عمدہ اور کامل اور جسکے کام نہائت محسن اور
کامل روحانیت کا نمونہ ہیں کیا اُسکا آنا بیفائدہ
ہوسکتا ہے۔ اور ہم جیسے گنہگار گمراہ اور فریبی جاہے

محمد

اب ناظرین پر واضح ہوگا کہ محمد صاحب قریب میں یہود
مکار کے اِسواسطے آ گئے کہ اُنکو زبردستی نبی اور رسول
بنجانیکا زیادہ از حد شوق تھا۔ اور اِس مکر کی تقریریں
یہود اہل مدینہ نے اپنے اعتقاد باطل کی بھی ایک
بات کہدی اور وہ یہہ ہے کہ محمد صاحب کے زمانے
سے پہلے یہود کا اعتقاد تھا کہ ایک ایسا نبی آخر الزماں
ہوگا کہ اُنکو کفار پر یعنے عیسائیان روم پر فتح دلوائے
اور ملک شام کو اور بیت المقدس کو کہ اُس میں ہی چھین کر
یہودیوں کے قبضہ میں کرائے تاکہ وہ اپنی ریاست
قدیم قائم کریں اور بیت المقدس کو پھر تعمیر کراکے
احکام توریت کو بدستور قدیم کے عمل کریں۔ وہ حضرت
عیسیٰ ابن مریم کو رسول خدا یا نبی آخر الزماں یا
مسیح ہرگز نہیں مانتے تھے اور اِس میں فخر کرتے
تھے ہماری قوم نے عیسیٰ کو قتل کیا اور بڑی باتیں
خلاف اُنکے کہتے تھے جیسے قرآن میں مذکور ہے اور
اِسیواسطے وہ سخت دشمن اُمت حضرت عیسیٰ کے
تھے۔ وہ ایک اور مسیح کے متوقع بیٹھے تھے اور ابتک
بیٹھے ہیں۔ اور اُسکا وہی نام بیان کرتے تھے جو حقاً

مسیح

کہ اگر اسرائیل کا بادشاہ ہے تو اب صلیب پر سے
اُتر آئے تو ہم اسپر ایمان لائینگے۔ متی ۲۷: ۴۲ مگر
مسیح کو اُنکا وہ بادشاہ جیسا وہ چاہتے تھے بننے
کا شوق نہوا۔ اور نہ وہ اُنکے اِس فریب میں آیا۔ مگر
فریب کیونکر کھاتا وہ تو اُنکے فریبوں سے واقف تھا۔ پھر
دیکھو جب فریسی اُس کی آزمائش کرنیکے لئے آئے
اور سوال کیا کہ کیا روا ہے کہ مرد ہر ایک سبب سے
اپنی جورو کو چھوڑ دے۔ متی ۱۹: ۳۔ وغیرہ مگر وہ
اُنکے فریب میں نہ آیا اور جس نیت سے اُنہوں نے
سوال کیا اُس نیت کو توڑ ڈالا۔ پھر ایک موقعہ پر
فریسیوں نے صلاح کی کہ اُسے اُسکی بات میں
پھنسائیں۔ متی ۲۲: ۱۵ وغیرہ اور پہلے اُسکی
بڑی تعریف کی کہ اے اُستاد ہم جانتے ہیں کہ
تو سچا ہے اور سچائی سے خدا کی راہ بتاتا ہے اور
کسی کی کچھ پروا نہیں کرتا وغیرہ۔ پس ہم سے کہہ
کہ تو کیا خیال کرتا ہے؟ قیصر کو جزیہ دینا روا ہے
یا نہیں۔ پھر یسوع نے اُنکی شرارت سمجھکے کہا
(دیکھو فوراً اُنکا فریب معلوم کیا) اے ریاکارو

محمّد

پاس آئے اور کہا۔ اے قاسم کے باپ (یعنے اے محمد)
تو تحقیق جانتا ہے کہ یہہ زمین (مدینہ یا عرب) نبیونکی
نہیں ہے اور تحقیق زمین نبیونکی شام ہے اور وہی
زمین مقدس ہے۔ اور اِس میں ابراہیم اور انبیا تھے کہ
اُن پر دعا اور سلامتی ہو۔ پس اگر تو مثل اُن کے
نبی ہے تو شام کو جا اور تحقیق جو باز رکھیگا تیرے
جانیکو اسطرف وہ تیرا خوف ہے رُوم سے (یعنے
رُوم کے بادشاہ اور خلقت سے کہ عیسائی تھے اور
بیت المقدس اُنکے قبضہ میں تھا) پس تحقیق اللہ
عنقریب باز یعنے محفوظ رکھیگا تجھکو رُوم سے۔ اور
لشکر کے ساتھ کوچ کیا (یعنے محمد صاحب نے) تین
میل مدینہ سے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے۔ کہ
مقام ذی الحلقیہ کیطرف۔ حتیٰ کہ جمع کئے اپنے
پاس اپنے صحابی یا رفیقونکو اور (ملک شام کو)
چلے۔ پس خدا نے نازل کی یہہ آیت (جو اُوپر
نقل ہوئی) اور زمین (جس میں سے یہہ لوگ
محمد صاحب کو خارج کیا چاہتے تھے) مدینہ
ہے۔ انتہیٰ۔ بیضاوی میں بھی قریب اسی کے لکھا ہے

مسیح

اُٹھا لیں ایسا نہو کہ تیرے پانو کو پتھر سے ٹھیس نہ لگے۔ یسوع نے اُسے کہا یہہ بھی لکھا ہے کہ تو خداوند کو جو تیرا خدا ہے مت آزما۔ پھر شیطان اُسے ایک بڑے اُونچے پہاڑ پر لے گیا اور دُنیا کی ساری بادشاہتیں اور اُنکی شان و شوکت اُسے دکھائیں اور اُس سے کہا اگر تو جھک کے مجھے سجدہ کرے تو یہہ سب کچھ تجھے دونگا۔ تب یسوع نے اُسے کہا اَے شیطان دُور ہو کیونکہ لکھا ہے کہ تو خداوند کو جو تیرا خدا ہے سجدہ کر اور اُس اکیلے کی بندگی کر۔ تب شیطان اُسے چھوڑ گیا۔ اِس بیان سے صاف مصرح ہے کہ شیطان مسیح کے دِل میں کوئی بات نہ ڈال سکا جس سے وہ اُسکے فریب میں آجاتا۔ ہم سارے اِنسانو کی یہہ حالت ہے کہ وہ ہمارے خیال اور کلام میں ملونی کرلیتے۔ پھر مسیح کبھی اِنسان کے فریب میں بھی نہ آیا کسی کلام اور کام میں جب لوگوں نے اُسکو پھنسانا چاہا تو وہ اُنکے فریب میں نہ آیا۔ بلکہ اُسکے برخلاف وہی کام کیا جو راست اور درست تھا۔ مثلاً جب مسیح صلیب پر چڑھایا گیا اور لوگ کہتے تھے

محمد

اور نبیونکے خیال میں شیطان اپنا خیال ملا دیتا تھا لوگونکو بہکانے کیلئے یہہ عجیب جھوٹھ باندھا ہی اِس سے ظاہر ہے کہ محمد شیطان کے جھانسے میں آجاتا تھا اور بداتہ اُسکی ملونیوں اور آمیزش کو نہ روک سکتا تھا +

پھر ماسٹر رامچند صاحب ایک فریب کا ذکر کرتے ہیں جو محمد نے یہودیوں سے کھایا۔ ہم بھی ناظرین کی خاطر اُنکی کتاب جواب تحریف القرآن سے اِس بیان کو اخذ کرتے ہیں۔ سورہ ہفتدہم بنی اسرائیل کی آیت ہفتاد و ہشتم یہہ ہے۔ اور وہ تو لگتے تھے گھبرانے تجھکو اِس زمین سے کہ نکالدیں تجھکو وہاں سے اور تب نہ ٹھہرینگے تیرے پیچھے مگر تھوڑا۔ انتہیٰ +

تفسیر معالم میں اِس آیت کی نسبت یہہ لکھا ہے اور اِس آیت کے معنوں میں مفسروں نے اختلاف کیا ہے پس بعض نے اُنہیں سے کہا ہے کہ یہہ مدینہ کی آیت ہے۔ کلبی نے کہا کہ جب رسول اللہ مدینہ کو تشریف لائے تو یہود نے اُنکے قیام سے مدینہ میں کراہت کی بسبب اپنے حسد کے پس وہ اُس کے

محمّد	مسیح
	کے پیچھے جاویں۔ یہی ہمارے لائق منجی ہے +

دفعہ ۴ - اِنسان فریب دیتے اور فریب کھاتے ہیں۔ کیا مسیح اور محمّد بھی ایسے ہی تھے

مسیح

انجیل متی باب ۴ میں مسیح کا شیطان کے فریب میں آنا مسطور ہے۔ تب یسوع روح کی ہدایت سے بیابان میں گیا تاکہ شیطان اُسے آزمائے اور جب چالیس دن رات روزہ رکھ چکا آخر کو بھوکا ہوا تب آزمائش کرنیوالے نے اُس پاس آکے کہا اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو کہہ کہ یہہ پتھر روٹی بنجائے۔ اُسنے جواب میں کہا لکھا ہے کہ انسان فقط روٹی سے نہیں بلکہ ہر ایک بات سے جو خدا کے منہہ سے نکلتی ہے جیتا ہے۔ تب شیطان اُسے مقدس شہر میں ساتھ لیگیا اور ہیکل کے منڈیر پر کھڑا کر کے اُس سے کہا کہ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو اپنے تئیں نیچے گرادے کیونکہ لکھا ہے وہ تیرے لئے اپنے فرشتوں کو فرمائیگا کہ تجھے ہاتھوں پر

محمّد

سورہ حج رکوع ۷ میں شیطان سے فریب کھانیکا یہہ عذر مسطور ہے۔ اور جو رسول بھیجا ہمنے تجھ سے پہلے یا نبی سو جب خیال باندھنے شیطان نے ملادیا اُسکے خیال میں پھر اللہ مٹاتا ہے شیطان کا ملایا۔ پھر پکی کرتا ہے اپنی باتیں اسواسطے کہ اُس شیطان کے ملائے سے جانچے اُنکو جنکے دل میں روگ ہے اور جنکے دل سخت ہیں۔ اور گنہگار تو ہیں مخالفت میں دور پڑے اور اسواسطے کہ معلوم کریں جنکو سمجھ ملی ہے یہہ تحقیق ہے تیرے رب کی طرفسے۔ پھر اُسپر یقین لائیں اور دبیں اُسکے دل۔ یہہ اُس تعریف الہول کے لئے عذر کیا ہے جسکا ہم پہلے دفعہ ۲ میں ذکر کر چکے ہیں آپنے تو شیطان سے فریب کھایا اور اَوروں کو بھی اپنی صفائی کیلئے دھوکے کی باتیں کہتے ہیں۔ کہ اگلے رسولوں

مسیح

توگالی دینے والا معدوم ہوگا۔غرضکہ دونوں قسموں میں سے کوئی بھی نہ رہیگا۔اور آدمزاد کی وہ حالت ہوجائے۔ اُسی آرام اور محبت میں چین کریں۔جس میں خالق نے انسان کو پیدا کیا تھا۔اور جو انسان کی اصلی قدرتی حالت تھی۔مسیح وہ نمونہ ہے جس سے دُنیا اپنی بدعادتوں سے چھٹکر خداوند تعالےٰ کے حضور پسندیدہ ٹھہرے۔ہاں اِس نمونہ کے مطابق عمل کرنے سے تمام بدخواہیاں اور خودغرضیاں دفع ہوتی ہیں۔اور وہ تمام قوانین تعزیرات جو دُنیا میں مروج ہیں۔ بےاثر ہوتے ہیں اور ہم اپنے ہی عہد میں اِس عہد کو دیکھیں جس کی خبر یوں ہے کہ۔آخری دنوں میں وہ اپنی تلواروں کو توڑ کے پھالے اور اپنے بھالوں کے ہنسوے بنا ڈالینگے اور قوم قوم پر تلوار نہ چلائیگی اور وہ پھر کبھی جنگ نہ سیکھینگے یسعیا ۲: ۱-۴۔پس ایسے خیرخواہ اور ہمدرد کو چھوڑ کر کسی ظالم اور بےدرد

محمد

تعلیم اور نمونہ دُنیا کو چین و آرام دے سکتا ہے۔نہیں ہرگز نہیں۔کیا آگے ایسے نمونے دُنیا میں کچھ کم تھے۔نہیں۔کیا ایسے شخص کے نقش قدم پر چلنے سے روحانی ترقی ہو سکتی ہے۔نہیں اسطرح تو ہم اپنی روحانی اور انسانی منزلت و فضیلت کو خود ہی ذلیل اور بدنام کرتے ہیں۔اے اہل اسلام تم کیوں نہیں سوچتے؟ سوچو اور پھر اَب توکوٹو ✣

مسیح

کھینچیں کیونکہ انسان کی موجودہ حالت خدا کے حضور خطرناک ہے اُس نے اپنی عزت اور بچاؤ کو کاملیت کے اجزا نہ گردانا بلکہ اپنی زندگی سے اُن کو خارج کیا۔ اور دکھادیا کہ یہہ باتیں بھی روحانیت اور کاملیت میں شامل نہیں ہیں۔ ہاں اُسکے طور خدائی طور تھے۔ آؤ ہم بھی ایسے ہمدرد منجّی کے پاس چلیں تاکہ اپنے دردِ گناہ کی دوا پائیں۔ اب خیال کرو اے ناظرین کہ اگر کل بنی آدم اِسی طرح خیر خواہ ہوں تو بدخواہ کون ہوگا؟ اگر سبھی دشمنوں کو پیار کریں تو دشمن کون ہوگا؟ کون جانے کہ میں دشمن کو پیار کرتا ہوں یا دوست کو؟ اگر سبھی مار کھانے والے ہوں یا نہیں تو مارنے والا کون ہوگا؟ اگر ہر ایک حلیم ہو تو ظالم کوئی نہ رہیگا۔ اگر کل دعا گو ہوں تو لعنت کرنیوالا کون ہوگا؟ ڈھونڈے نہ ملیگا اگر سب ہی گالی کھانے والے ہوں پر

محمد

یا بدلہ لینے کی غرض سے ایسا سکھایا اور کیا اور اِس لِئے بُرا نہ کیا۔ ایسی ہی نیت اور اِسکا عملی ظہور اور ایسی ہی خودغرضیاں دُنیا میں تمام فسادوں کی جڑ ہیں۔ اور آپ نے بھی وہی چال دکھائی ہے۔ تو بھی علاوہ اِسکے واضح رہے کہ محمد کے جنگ اور خون صرف اپنے بچاؤ کی حالت میں نہ ہوتے لیکن اپنے بچاؤ کے لِئے اور کبھی یوں ہی حملہ کرنے کی غرض سے اور کبھی مالِ غنیمت حاصل کرنے کے لِئے فتوحات پر کمر بستہ ہوتا تھا۔ اور[*] اُن سب کاموں کی قرآن میں خوب تعریف کیگئی ہے اِس بیان سے ظاہر ہے کہ مسیح سے محمد کو کچھ نسبت نہیں۔ وہ خیر خواہی اور رحم دلی کا نمونہ ہے۔ اور محمد خونریزی اور بدخواہی اور خودغرضی کا نمونہ ہے۔ ہاں ہم اِتنا مان سکتے ہیں کہ دونوں نمونے اپنے اپنے دائرہ اور قسم میں کامل نمونے ہیں۔ مگر کیا محمد کی

---

[*] حضرت کی اِن کارگذاریوں کا مفصل احوال تاریخ صراحۃً ہی میں پایا جاتا ہے۔ دیکھو مغازی الرسول

مسیح

دہنے گال پر طمانچہ مارے۔ دوسرا بھی اُس کی طرف پھیر دے وغیرہ۔ متی ۵: ۳۹۔ اپنے دُشمنوں کو پیار کرو۔ اور جو تم پر لعنت کریں اُن کے لئے برکت چاہو۔ اور جو تم سے کینہ رکھیں اُن کا بھلا کرو۔ اور جو تمہیں دُکھ دیں اور ستادیں اُن کے لئے دُعا کرو تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان میں ہے فرزند ہو۔ کیونکہ وہ اپنے سورج کو بدوں اور نیکوں پر اُگاتا ہے اور راستوں اور ناراستوں پر مینہہ برساتا ہے۔ اگر تم اُنہیں کو پیار کرو جو تمہیں پیار کرتے ہیں۔ تو تمہارے لئے کیا اجر ہے۔ کیا محصول لینے والے بھی ایسا نہیں کرتے؟ اور اگر تم فقط اپنے بھائیوں کو سلام کرو تو کیا زیادہ کیا؟ کیا محصول لینے والے بھی ایسا نہیں کرتے پس تم کامل ہو جیسا تمہارا باپ جو آسمان پر ہے کامل ہے۔ متی باب ۵ آیت ۴۳-۴۸۔ اگر تم آدمیوں کے گناہ بخشو گے تو تمہارا باپ بھی جو آسمان پر ہے تمہیں بھی بخشیگا وغیرہ متی ۶: ۱۴-۱۵ +

محمدؐ

رکوع ۲۴۔ اور لڑو اللہ کی راہ میں اُن سے جو لڑتے ہیں تم سے۔ اور مار ڈالو اُنکو جس جگہ پاؤ۔ اور نکال دو جہاں سے اُنہوں نے تم کو نکالا۔ اور دین سے بچلانا قتل کرنے سے زیادہ ہے۔ اور لڑو اُن سے جبتک باقی نہ رہے فساد اور حکم رہے اللہ کا۔ پھر جس نے تم پر زیادتی کی۔ تم اُس پر زیادتی کرو جتنی اُسنے زیادتی کی تم پر۔ یہہ محمدؐ کی تعلیم ہے اور اتفاقاً منہہ سے نہ نکل گئی۔ لیکن اُسکی مقدم تعلیموں میں سے ایک ہے۔ اور بار بار ایسا ہی سکھایا ہے۔ اب اِس میں قریباً سب ہی باتیں بری ہیں۔ دشمن کو قتل کرنا۔ بدلا لینا۔ خود غرضی اور بدخواہی سب ہی اُس میں پائی جاتی ہیں اور اِسی طرح اور مقاموں میں ہے کہ غیروں کو رفیق نہ کریں اُنسے محبت نہ رکھیں۔ اور عدم محبت بدخواہی سے واقع ہوتی ہے۔ سورہ مائدہ رکوع ۸ میں ہے۔ اے ایمان والو مت پکڑو یہود و نصاریٰ کو رفیق۔ یہہ محمدؐ کے عمل کا

مشکل ہو۔ تاہم یہی امر ہے۔ جو انسان کے دل میں پورے قسم کی خیرخواہی اور حلیمی کو بحال کر سکتا ہے۔ اور جب تک کسی کے دل میں اتنا بھی خیال و گمان و غرور رہے تو وہ ہستی کامل نہیں ہو سکتی اور انسان کی کامل حالت کی یہہ واجبی صورت بیان ذیل میں دکھائی جاتی ہے + چھٹا حکم یہہ ہے ”تو خون نہ کر“ +

مسیح

مسیح خیرخواہی اور حلیمی میں بےنظیر نمونہ ہے۔ یہہ وصف انسان میں بہت ہی کم ہوتی ہے۔ بنی آدم اکثر ایسا کام اور کلام کرتے ہیں جس میں اپنی ہی خیر مدنظر ہوتی ہے اوروں سے نیکی اور محبت کرنا انسان میں ایک اتفاقی بات ہے۔ مگر مسیح میں یہہ خوبی مقدم ہے اور وہ لوگوں کی مخالفت کے سبب یا اپنے بچاؤ کے لئے اس ذاتی سیرت کو ضائع نہیں کرتا اور اس بات میں ہمیشہ ثابت قدم ہے۔ اس میں بدخواہی اور خودغرضی کی بو تک نہیں۔ یہہ عجیب شخص ہے جو دنیا میں اور ایسی دنیا میں سراسر حلیم اور خیرخواہ رہا۔ دیکھو اس امر میں اس کے باطن سے کیسی تعلیم نکلی ہے یہہ فرمایا + ظالم کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو تیرے

محمد

محمد میں یکطرفہ اور خودغرض خیرخواہی المعروف ہے۔ یہہ وصف انسان میں عام ہے۔ اور اگرچہ کبھی کبھی ایسا ہو جاتا ہے کہ کوئی شخص بڑا خیرخواہ نظر آتا ہے تاہم وہ خیرخواہی کسیوقت یا کسی موقع پر بدخواہی اور خودغرضی سے بدل جاتی ہے اور یہہ حالت ظاہر کرتی ہے کہ اس شخص میں بھی یہہ سیرت قائم و دائم نہیں ہے۔ محمد کی تعلیم اور کام ظاہر کرتے ہیں۔ کہ وہ ایسے شخص کے موافق بھی نہ تھا۔ بلکہ مثل اور انسانوں کے اس میں بھی یکطرفہ اور خودغرض خیرخواہی تھی۔ البتہ کبھی کوئی کار خیر ہو گیا تو ہو گیا اور وہ بھی اپنے رشتہ داروں اور دوستوں اور خصوصاً اپنی عورتوں کے حق میں۔ اس امر میں آپکی تعلیم یہہ ہے۔ سورہ بقر

دفعہ ۳۲- انسان ایک دوسرے کے بدخواہ اور مخالف ہوتے ہیں- حالانکہ شریعت اخلاقی کے چھٹے اور آٹھویں اور نویں حکم میں منع ہے- کیا مسیح اور محمد بھی ایسے ہی تھے

اخلاق کی کتابیں دیکھنے سے اور دنیاوی رواج اور قوانین سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ناجائز یا ناشائستہ یا رنج پہنچانے والی بات یا حملہ کرنا- کرنیوالے کو معیوب ٹھہراتا ہے اور ان حالتوں میں وہ جو معمول ہوتا ہے یعنے جس کے برخلاف یا جس پر یہہ امور وارد کیے جاتے ہیں وہ اپنے بچاؤ کرنے کا مستحق گردانا جاتا ہے اور ایسے رنج رسیدہ کو ناحق پہنچانے کیلئے کوشش کیجاتی ہے- اخلاقی فلسفہ اور ملکی فلسفہ اس بات کی حامی اور موید نظر آتی ہیں- سیلف ریکٹ یعنی توقیر نفسی- اور سیلف ڈیفنس یعنی حمایت نفسی لوگوں کے منہہ پر چڑھا ہوا ہے اور انسان چاہتے بھی ہیں کہ ایسا ہی ہوئے ہر ایک کو یہہ خواہش ہوتی ہے کہ اپنی عزت اور بچاؤ کیلئے کوئی مخالف تدبیر کرے اور اس حالت میں کہتے ہیں کہ یہہ باتیں خودغرضی اور بدخواہی میں داخل نہیں ہیں لیکن ہماری قدرتی سرشت کا تقاضا ہے کہ ہم ایسا چاہیں اور کریں- مگر اس معاملہ میں کمترین سمجھتا ہے کہ یہہ غلط بات ہے- کیونکہ یہہ ہماری اصلی سرشت کا تقاضا نہیں- الّا اس موجودہ حالت میں ہمکو اپنی یہہ کارروائی پسندیدہ معلوم ہوتی ہے اور ہم ان کی بڑائی کرتے ہیں- کیونکہ یہہ ہماری وہ سیرت اور صورت نہیں جو اصل میں تھی اور اگر وہی حالت قائم ہوتی تو ان لفظوں کو کون ایجاد کرتا- ان کی ثنا کا موقع ہی نہ ملتا- اگرچہ یہہ امر انسان کے لئے از حد

مسیح

اِس موخرالذکر امر کی زیادہ تفصیل دفعہ ذیل آتی ہے مسیح میں ایسے اوصاف کاملہ کا یہہ سبب تھا۔ کہ اُس کا علم اپنے باطن سے تھا۔ موقعے اور حالتیں اور طبیعتیں اُس کی اُستاد نہ تھیں۔ برعکس اِس کے اِس کی کوشش اِس بات کے لئے تھی۔ کہ وہ حالتیں اور طبیعتیں جو اِنسان کی زندگی میں ردّو بدل کی موجب ہیں۔ اُس کی تعلیم کے سانچے میں ڈھالی جائیں۔ پس مسیح ہر بات میں کامل اور ثابت قدم تھا +

محمد

کا ظہور ہے اور آپ کے کامل اور ثابت قدم ہونے کے برخلاف ایک زندہ ثبوت ہے۔ اور آپ کی یہہ قبیح سیرت قابل نمونہ نہیں ہے۔ ایسا تو اِنسانوں میں ہوا کرتا ہے۔ دیکھو بابو کیشب چندر سین کا حال اب تک اُن کے برہمو سماج کے اصولوں میں قیام نہیں۔ کاٹ چھانٹ ہوتی چلی جاتی ہے۔ محمد کی زندگی کی رنگارنگی کا ایک سبب یہہ بھی تھا کہ اُس کا علم باہر سے تھا۔ موقعوں اور حالتوں نے اُس کو سکھایا کہ اب یوں کہہ پھر یوں۔ اب کہدے پھر بدل دے۔ اور اِس سے وہ ایک بات ہر حالت کیلئے نہ کہہ سکا اور ازاں موجب عمل بھی نہ کیا۔ غرضکہ اِس امر میں بھی محمد مثل گنہگاروں کے گفتار و رفتار میں ثابت قدم نہ تھا ایک بھولتا بھٹکتا اِنسان تھا +

مسیح

نگاہ نہ کرتا تو خود بھی اِس بات سے بری رہا - اور کبھی شہوت کا مغلوب ہوکر اُس حکم کو نہ بدلا - اور نہ اُس میں سے کچھ کم کیا اگر اُس نے سکھایا کہ ابتدا میں خدا نے ایک مرد اور ایک عورت کا جوڑا کیا - تو پھر لوگوں کا لحاظ نہ کیا اور نہ اُن کے نفسانی غلبوں کی رعائت کی اور نہ اُن کی سخت دلی سے ڈول گیا بلکہ وہی بات برابر قائم رکھی - اگر اُس نے کہا کہ دشمنوں کو پیار کرو تو کبھی اِس کہے کے برخلاف عمل نہ کیا - اگر اُس نے سکھایا کہ ایک خدا کی رُوح و راستی سے پرستش کرو تو دوسروں کے معبودوں کو عزت نہ دی - اگر اُس نے سکھایا کہ دل کے غریب اور حلیم ہو - تو آپ کبھی ظلم و غرور نہ کیا اور نہ ایسی ترغیب دی - اُس پر محبت نے دکھ و رنج اُٹھا کر بھی اِس سیرت کو اپنے میں ضائع نہ کیا - وغیرہ وغیرہ *

محمد

بانٹا بھنڈا - یہہ سب نام ہیں جو رکھہ لیئے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے - یہاں سے محمد کا لغزش کھانا اور بھی ظاہر ہے *

علاوہ اِس کے وہ سب باتیں جو قرآن میں ناسخ اور منسوخ واقع ہوئی ہیں - اِس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ محمد کا دین حالتوں اور موقعوں سے بنا تھا - اور ثابت قدمی معدوم ہے - اور ظاہر ہے کہ آپ کا طریقہ پھر بھی ہر ملک اور ہر انسان کے شامل حال نہیں تا ہنوز اُس میں بہت باتیں ہیں جو ترمیم طلب ہیں - کیونکہ بعض اُن میں سے حقیقتوں کے خلاف ہیں اور بعض صداقتوں کے اگر پچیس برس اور پیغمبری کرتے تو شائد یہہ نقص جاتے رہتے - لیکن جہاں تک اور جس طرح آپنے سکھایا اور کیا وہ صرف انسانی ردوبدل

مسیح

برتاؤ دکھایا ہے بدی کی آزمائشیں اُسے مغلوب نہ کر سکیں۔ وہ ہر قسم کے لوگوں سے مِلتا اور اُن سے کلام کرتا تھا بازاروں اور گھروں میں ویرانوں اور آبادیوں میں۔ دریاؤں اور پہاڑوں پر۔ اکیلے میں دُکیلے میں مجلسوں میں اور یہہ نہیں کہ کہیں الگ گوشہ نشین ہو کر بیٹھہ رہا اور دُنیا سے سروکار نہ رکھا اور اِس لئے کسی آزمائش میں نہ پڑا۔ وہ پاک ذات اور کامل سرشت خواہ کہیں ہوتی غلطی اور گناہ اور دیگر اِنسانی کمزوریوں سے بری رہتی اور ایسا ہی ہُوا۔ جب اُس نے سکھایا کہ شہوت سے کسی عورت کی طرف

محمد

اُس نے سورۂ ترپنواں یعنی نجم* اُن کے سامنے پڑھنا شروع کیا۔ اور کیا تم نہیں دیکھتے لات اور عزا اور منات تیسرا پچھلا یہہ عالی مونثیں ہیں اور یقیناً اُن کی سفارش کی اُمید رکھنی چاہئے اِس اِجابت سے سب راضی ہو گئے اور محمد کے خدا کے آگے سجدہ کیا۔ مگر اندر سے اُس کا دِل مارتا تھا۔ اور بعد ازاں بہت جلد پچھلی باتیں جبرئیل نے باز طلب کیں۔ کہ شیطان کی طرف سے تھیں۔ ماسٹر رامچندر نے بھی تحریف قرآن میں مفصل بحث کر کے اِس بات کو تمام کیا ہے۔ اور اُس کے عوض یہہ دیا کیا تم کو بیٹے اور اُسکو بیٹیاں۔ تو تو یہہ

نوٹ * تلک الغرانیق العلی وان شفاعتهن لترتجی + اِس کا ترجمہ بموجب ماسٹر رامچندر صاحب کے یُوں ہے + ”یہہ نہایت نازک اور نَوجوان عورتیں اعلےٰ مرتبہ کی ہیں۔ اور اُن کی شفاعت کی اُمید کرنی چاہئے +
از تحریف قرآن تصنیف ماسٹر رامچندر صاحب دفعہ ۱۷۳ + صفحہ ۱۹۰ +

مسیح

باتیں بھی ہیں کہ جب ایک مرتبہ کوئی
تعلیم دی تو اُس سے نہ پھرے اور نہ اُس
کو بدل کر کچھ اور سکھایا۔ مگر ایک ہی
وہی تعلیم قائم رکھی۔ اور دوسری
بات یہہ کہ جیسا سکھایا اُس کے مطابق
خود عمل کیا۔ کسی قسم کی حالت اُس کو
تعمیل تعلیم سے عاجز نہ کر سکی۔ اُس
کی تعلیم کا مجموعہ جو انجیل متی باب
۵ و ۶ و ۷ میں مرقوم ہے غور سے اور
دل سے دیکھنے کے لائق ہے۔ اسکو
دیکھو اور مسیح کی زندگی کا ملاحظہ
کرو اور کہو کہ اُس میں یکسانی اور استواری
ہے یا نہیں۔ اور تحقیقاً یہی بات قائم
ہوگی کہ جو کچھ اُس نے ایک بار
فرمایا وہ یوں فرمایا جیوں کوئی عالم الغیب
فرمائے۔ ایسا سکھایا کہ کچھ کمی بیشی کی
حاجت و نوبت نہ پہنچی۔ اور صرف یہی
نہیں۔ دیکھو اُسنے اُس تعلیم کا کیسا کامل

محمد

یہہ تھا کہ یہودیوں کی طرف سے
آپ کی اُمید منقطع ہوئی تو وہ میلان
جو اُن کے قبلہ یعنے یروسلم کی
طرف تھا۔ اب اِس طرف سے ہٹکر
عربوں کے قبلہ مکہ کی طرف غالب
ہوا۔ اور قرآن خود ہی کہتا ہے
کہ محمد اِس امر میں چکرا رہے تھے
کبھی اِدھر کبھی اُدھر غرضکہ یہود
کی خاطر یوں تھا اور عربوں کی
خاطر کچھ اور ہو گیا۔ دیکھو کس بات
پر ڈول گئے ÷

(۴) جیسی گذشتہ ذکر
سے آپ کی لغزش ظاہر ہے۔
ویسی ہی ایک اور مثال یہہ ہے
ڈاکٹر میور صاحب لکھتے ہیں
کہ ایک مرتبہ محمد نے لوگوں
کی خاطر اُن کے الٰہوں کو قبول کیا
اور جب قریش کعبہ کے نیچے بیٹھے تھے

مسیح

نہیں۔ بلکہ جیسا اس بادشاہت کی نسبت حق تھا اس حق پر گواہی دی۔ وہ تعلیم جو اس نے پہاڑ پر فرمائی صاف ثابت کرتی ہے۔ کہ اس کے اجزا آسمانی اور روحانی بادشاہت کے ضابطے ہیں۔ نہ کہ دنیاوی بادشاہت کے۔ جو مرید اسنے اپنی اس بادشاہت کے پھیلانے کے لئے چنے وہ شاہانہ اور ملکی سامان نہ رکھتے تھے۔ بلکہ غریب اور حقیر اور کمزور تھے۔ اور ایسے شخصوں کو ساتھ لیکر ہرگز نہ پچھتایا۔ اور انکو قیصر یا پلاطوس کے ضابطے نہ سکھائے۔ تاکہ اس کی بادشاہت کے لائق رکن بنجائیں۔ لیکن آسمانی بادشاہت کی باتیں سکھائیں۔ اور ہر طرح سے اسکے لائق کیا غرضکہ اس امر میں بھی مسیح کی یکسانی ظاہر ہے +

تیسرا امر اس کے ہر کلام و کام کو شامل کرتا ہے۔ جس میں یہہ

محمد

نہیں چلتا اور لوگ مخالفت کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ملک گیری کی حرص نے جوش مارا۔ مگر شروع ہی میں ایسا نہ کیا پس یہہ بات بھی آپ کی گفتار و رفتار کی رنگا رنگ حالت کا ثبوت ہے +

(۳) رخِ نماز کی نسبت کئی بار تبدیلیاں ہوئیں۔ اور آپ ایک بات پر قائم نہ رہے۔ دیکھو ایک مرتبہ کہا کہ اللہ کی ہے مشرق اور مغرب۔ سو جس طرف تم منہہ کرو۔ وہاں ہی متوجہ ہے اللہ سورہ بقر رکوع ۱۴۔ آیت ۱۱۵۔ پھر اسی سورہ کے رکوع ۱۷۔ میں آپ کی بیقراری کا احوال پایا جاتا ہے ہم دیکھتے ہیں پھر پھر جانا تیرا منہہ آسمان میں سو البتہ پھیرینگے تجھ کو جس قبلہ کی طرف تو راضی ہے اب پھیر منہہ اپنا مسجد الحرام کی طرف اور جس جگہ تم ہوا کرو۔ پھیرو منہہ اسی کی طرف الخ۔ اس تبدیلی کا سبب

مسیح

کوشش کرتا تو وہ جو اپنے کام اور کلام
کی شہرت کے اوج پر تھا۔ بالکل کامیاب
ہوتا۔ اور اِس کے ساتھ یہہ بھی یاد رہے
کہ مسیح نے یہودیوں کی مخالفت اور
ضد کو ہلکا کرنے یا اُن کی پاس خاطری
کرنے کے لئے بھی اپنی اِس تعلیم کو نہ بدلا
اور نہ غیر قسم یا اُسکے مخالف تقریر یا تدبیر
اختیار کی۔ بلکہ اُسی پر قائم رہا وہی سچ
تھا اور مسیح سچ پر گواہی دینے کو آیا تھا۔
یوحنا ١٨: ٣٧ +

اِسی طرح اُسنے دُوسرے امر کو
ابتدا ہی سے قائم رکھا اور اُس پر ثابت
قدم رہا۔ اِس کے اِصرار اور خوبیوں کا بیان
کیا۔ اور اِس بات کی پروانہ کی کہ کوئی
اِس کی روحانی بادشاہت کی باتیں
مانیگا یا نہیں۔ متی ١٥: ١٢۔ اور اِس لحاظ
سے اِس میں یا لوگوں کی خاطر اُس میں کسی
قسم کی سہولیت یا تبدیلی کردی ہو۔

محمد

سے اور اللہ سے زیادہ چاہیے تجھ کو ڈرنا
پھر جب زید تمام کر چکا اُس عورت سے
اپنی غرض ہم نے وہ تیرے نکاح میں
دی تا نہ رہے سب مسلمانوں کو گناہ نکاح
کر لینا جوروؤں سے اپنے لے پالکوں کی
جب وہ تمام کر چکیں اُن سے اپنی غرض
پس اپنی شہوت اور لوگوں کے خوف نے
یہہ شرع بنوائی +

اِس سے ظاہر ہے کہ حقیقت
میں ساتواں حکم توڑا گیا۔ مگر عذرداریاں
اسی کی تجویز کی گئیں تا کہ یہہ گناہ گناہ
معلوم نہووے +

(٢) آپ تو اوّل صرف دین کے
واعظ تھے۔ اور شاید لڑائی کا کچھ خیال
بھی نہ تھا۔ مگر کچھ عرصہ ایسے ہی رہ کر
آخر دِین کے جنگی پہلوان بن گئے۔ اور
یہہ نوبت اُس وقت پہنچی جب کچھ پیرو
ہاتھ آگئے۔ اور دیکھا کہ تقریر سے کام

مسیح

گذرا تو مسیح اُس کو سمجھا تا ہے کہ مجھ میں ٹھوکر نہ کھانا - یعنے میری بادشاہت کو دُنیاوی بادشاہت نہ سمجھنا - اور اَور موقعوں پر بھی برابر اِس یہود کی غلطی کو درست کرتا رہا پھر اِس کی تمثیلیں آسمانی رُوحانی بادشاہت کی بابت ہیں اور اُس کی بڑھتی کی مظہر ہیں اور دُنیاوی بادشاہت بالکل خارج ہے پھر دیکھو جب موت کے لِئے گرفتار کیا گیا اُس وقت بھی فرمایا کہ میری بادشاہت اِس دُنیا کی نہیں - اگر میری بادشاہت اِس دُنیا کی ہوتی تو میرے نوکر لڑائی کرتے - تاکہ میں یہودیوں کے حوالہ نہ کیا جاتا - پر میری بادشاہت یہاں کی نہیں ہے - یوحنا ۱۸: ۳۶ - اِس بیان سے بعض لوگوں کا وہم کہ مسیح نے جب دُنیاوی بادشاہ ہونے میں کامیاب نہ ہُوا تب یہہ طریق اختیار کیا تھا - بالکل رد ہوتا ہے برخلاف اِس کے اگر مسیح کبھی بھی ایسی

محمدؐ

پذیر رہی - ایسی متغیر تعلیم کا موجب معلم کی کوتہ اندیشی اور کمزوری اور بے اعتباری ہے - یہہ تو محض اِنسانی طریقے ہیں - ہم اِس کی چند نظیریں پیش کرتے ہیں:-

(۱) متبنّٰی بیٹے کی جورو سے نکاح کرنے کی شرح کا موقعہ اور موجب زینب کو ننگی دیکھکر اُس پر محمد کی شہوت کا بھڑکنا تھا - اگر یہہ موقع جس کو آپ دیکھکر سُبحان اللہ پکار اُٹھے ہاتھ نہ آتا - تو یہہ شرع کب ایجاد ہوتی - اور اُس شہوت کے جواز کے لِئے یہہ شرع بنائی جو سورہ احزاب رکوع ۵ - میں منظور ہے - اور جب تو کہنے لگا اُس شخص کو جس پر احسان کیا اللہ نے اور تُو نے احسان کیا - رہنے دے اپنے پاس اپنی جورو کو اور ڈر اللہ سے - اور تو چھپاتا تھا اپنے دل میں ایک چیز - جو اللہ اسکو کھولا چاہتا ہے اور تو ڈرتا تھا لوگوں

مسیح

بادشاہت اِس جہان کی نہیں - دوم یہہ کہ اُس کی بادشاہت ایک روحانی بادشاہت ہے - سوم یہہ کہ مَیں سچ پر گواہی دینے آیا ہوں - یہہ تین اَمُور اُسکی زندگی کا مدّعا تھے - اور یہہ اُس کی تعلیم اور عمل کو شامل کرتے ہیں - اور ابتدا ہی سے اُس نے اُن کا اظہار کیا - اور کبھی دورنگی نہ ظاہر کی +

پہلے امر کی نسبت ہم پیشتر بھی کچھ بیان کر چکے ہیں - اور تھوڑا سا اور یہہ ہے - کہ مسیح نے اپنی خدمت کے شروع ہی میں - جب شیطان نے اُسے آزمایا اِس امر کا اظہار کر دیا - پھر یوحنّا بپتسمہ دینے والے کو آگاہ کیا کہ مبارک وہ جو مجھ میں ٹھوکر نہ کھائے - یوحنّا کے لئے یہہ نیا روحانی انتظام ایک نئی بات معلوم ہوئی اور اِس سبب سے اُسکو مسیح کی سچائی کی نسبت قدرے شک

محمّد

میں کچھ گناہ نہیں - حالانکہ اِس میں اور کنجری بازی میں کیا فرق ہو سکتا ہے ؟ یہہ سب ہدایتیں تو ایمانداروں کے لئے ہیں جو اِس زمین پر عمل میں آنی چاہئیں - بہشت کا حال تو سب کو معلوم ہے ضرورت بیان کی نہیں اِسی تعلیم سے خود ہی تعلیم دینے والے کی حالت خود ہی ظاہر ہوتی ہے کہ کیسی ہوگی - چنانچہ حضرت محمد صاحب کے ایسے افعال میں سے ایک نظیر ذیل میں آتی ہے یعنے زینب والے نکاح کی +

اِس ہدایت اور رفتار میں ساتواں اور دسواں حکم عدول کئے گئے اور اُن کے اُس منشا سے تجاوز ہے جو انجیل متی ۵:۲۷-۳۲ اور ۱۹: ۳-۹ میں ماموّر ہوا ہے

(ج) محمّد کی تعلیم موقعوں اور حالتوں سے بنتی رہی اور بنی - اِس کا شروع اور انجام یکساں نہ ہوا تغیر

مسیح

(ج) مسیح کی تعلیم کا شروع

اور درمیان اور انجام یکساں ہے۔
اُس کی تعلیم موقعوں اور حالتوں سے
نہیں بنی اپنی کسی تعلیم کی نسبت
وہ کبھی متغیر اور پشیمان نہ ہُوا۔
جو شروع سے سکھایا۔ وُہی آخر
تک قائم رکھا۔ اور کسی موقع یا حالت
کی عمدگی یا قباحت اُس کے لئے سہولت
یا سدِ راہ نہ ہوئی۔ ایسی استواری
اور ثابت قدمی زندگی اور کلام کی پختگی
کا ثبوت ہے۔ پس پیشتر اِس سے کہ
مسیح نے اپنا کام شروع کیا۔ اور
پھر جب شروع کیا تو جانتا تھا کہ اِس
کا انجام کیا ہوگا۔ اور جو کام شروع
کیا تو اُس کے آخر تک کسی بات میں اُسے
کہے اور کئے ہوئے سے بازگشت نہ
کرنی پڑی۔ اوّل اِس کے نئے انتظام
کے متعلق یہہ بات تھی کہ میری

محمد

میں تو نکاح کرو جو تم کو خوش آئیں عورتیں
دو دو۔ تین تین۔ چار چار۔ یہہ خاصہ
پُرعیش انصاف ہے !!!

اور بھی دیکھو اِسی سورہ کی آیت
۱۸۔ اور اگر بدلا چاہو ایک عورت کی
جگہ دُوسری عورت اور دے چکے ہو
ایک کو ڈھیر مال۔ تو پھر نہ لو اُس میں سے
کچھ۔ کیا لیا چاہتے ہو ناحق اور صریح
گناہ سے ؟ خیال رکھنا چاہیئے کہ اِس
حکم میں گناہ کِس بات کو کہا ہے۔ اُجرت
دی ہوئی چھین لینے کو۔ مگر عورتوں کی
اَدلی بدلی جائز کی ہے۔ پھر دیکھو اِسی
سورہ کی آیت ۲۳۔ پھر جو تم کام میں لائے
اُن عورتوں میں سے اُن کو دو اُن کے
حق جو مقرر ہوئے اور گناہ نہیں تمکو اِس
میں جو ٹھہرالو تم دونوں آپس کی رضا سے
مقرر ہونے پیچھے۔ اللہ ہے خبردار حکمت والا
دیکھو فرماتے ہیں کہ ایسی شہوت پرستی

مسیح

پانی پیئے پھر پیاسا ہوگا۔ پر جو کوئی وہ پانی
جو میں اُسے دونگا پیئے وہ کبھی پیاسا
نہ ہوگا۔ الخ۔ اور اسی طرح اپنی نئی
بادشاہت کی اور باتیں اُس پر ظاہر کریں
(یوحنا ۴: ۷-۲۶) پھر جب اور موقع پر
لوگوں سے کلام کرتا تھا تو اُن کو بھی اسی
طرح فرمایا۔ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے کبھی
پیاسا نہ ہوگا۔ اسی طرح جب اور موقعہ
عورتوں سے ہمکلام ہوئے تو آسمان
کی بادشاہت کی باتیں اُنسے کہیں
اور سمجھائیں اور وہ جو اُس کی یہہ باتیں
مانتی تھیں اُنہیں پیار کرتا تھا۔ اور
نفسانی شہوت کے برخلاف یہہ قائم
اصول پیش کیا کہ جو کوئی شہوت سے
کسی عورت پر نگاہ کرے وہ اپنے دل
میں اُسکے ساتھ زنا کر چکا۔ متی ۵: ۲۸
اور آپ اِس اصول کے دائیں بائیں نہ
ہوئے اور نہ اِس میں سے کچھ کم کیا

محمد

اپنی تعلیم کی ایک گونہ عملی مخالفت
کی بلکہ خود غرضی کو خوب ثابت
کیا اور شہوت رانی میں اوروں کی شہوت
کی ہمواری نہ کی۔ اور اونکی شہوت کو
اپنے برابر نہ جانا۔ پھر جس ڈھب سے
یہہ کام پورا کرتے رہے وہ بالکل نفسانیت
کی تدبیریں تھیں۔ ہاں خود غرض
نفسانیت کے اور ایسا کرکے محمد نے مسیح
کی تعلیم کی تہ کو نہ پایا۔ جو ساتھ کے کالم
میں مندرج ہے۔ اور اُس سے نفسانی
مخالفت دکھائی۔ اور نہ صرف خود ایسا
کیا بلکہ پیروؤں کو بھی سکھایا۔ کہ عورتیں
تمہاری کھیتی ہیں + سو جاؤ اپنی
کھیتی میں جہاں سے چاہو اور آگے
کی تدبیر کرو اپنے واسطے اور ڈرتے رہ
اللہ سے سورہ بقر آیت ۲۲۳۔ رکو
۲۸۔ پھر سورہ نسا رکوع ۱۔ اور اگر ڈرو کہ
انصاف نہ کر دگے یتیم لڑکیوں کے حق

اَور مسیح کے بادشاہ ہونے میں یہی فرق ہے۔ موسیٰ اور داؤد خدا کے نائب ہوکر بادشاہت کرتے تھے۔ مسیح نائب نہیں۔ الٰہی بادشاہ ہوکر بادشاہت کرتا ہے۔ اور اِس لئے اُس نے دُنیاوی بادشاہوں والے طریق اختیار نہ کئے۔ اور نہ یہہ حرص اُس میں جگہ پاسکی +

مسیح

(ب) نفسانی شہوت جو اِنسانوں پر غالب ہوتی ہے۔ اور خصوصاً جب آزمائشوں میں پڑتے ہیں۔ مگر مسیح میں یہہ بات ناپدید ہے۔ اُس کے لِئے کوئی عورت یا عورت کی کوئی حالت آزمائش نہیں۔ حُسن اور بدصورتی اُس کے سامنے یکساں ہیں۔ اِن سب کو جو اُس کے باپ کی مرضی کے موافق چلیں وہ اپنی ماں اور بہن کہتا ہے۔ متی ۱۲: ۵۰۔ عورتوں کی قسم سے گفتگو کرتے ہوئے اُس کی گفتار و رفتار میں فرق نہ آیا۔ جس طرح مردوں سے اُسی طرح اُن سے بھی کلام کرتا ہے۔ مثلاً جب سامری عورت سے اکیلا گفتگو کرتا تھا۔ کہ جو کوئی یہہ

محمد

(ب) نفسانی شہوت جو اِنسان میں ذاتی کہہ سکتے ہیں محمد میں بیشتر تھی۔ حتیٰ کہ وہ اُس کا ہمیشہ مغلوب رہا۔ سیل صاحب کہتے ہیں کہ محمد مثل اور عربوں کے شکل ہی سے عورتوں کا عاشق معلوم ہوتا ہے۔ انتہیٰ۔ اور اُس کی عورتوں اور لونڈیوں کے قِصّے جو تاریخ محمدی مولفہ پادری عماد الدین میں مندرج ہیں۔ اُس کی مثال ہیں۔ اور اُس نفسانیت کے جواز کی قرآن میں ہدائتیں آئی ہیں۔ پھر اَوروں کے لِئے چار چار کا حکم ہوا۔ اور اپنے لِئے چند روا رکھیں۔ یہہ ایسی نفسانیت کا بڑا نمونہ ہے۔ اور بیشتر شہوت کا شاہد ہے اور اِس بات میں حضرت نے نہ صرف

خُداوند یہوواہ بنی اسرائیل کا بادشاہ تھا۔ اور مسیح نے وہ کام کِئے جیسے خُداوند یہوواہ بادشاہ نے کِئے۔ ہاں مسیح نے وہ کام کِئے جو اُسے اُس الٰہی بادشاہ کے موافق ٹھہراتے ہیں۔ اب وہ کونسے کام تھے جو یہوواہ نے اسرائیل کا بادشاہ ہو کر کِئے اور جو دُنیاوی بادشاہوں کے متعلق نہ چھوڑے گئے۔ اوّل یہہ کہ بنی یعقوب کو ایک قوم بنایا۔ اور کسی دوسرے قوم کا شروع صحیح طور سے نہیں معلوم ہو سکتا کہ کِس سے اور کیونکر ہوا۔ مگر قوم اسرائیل کو خُدا نے قوم بنایا۔ اور اِسلِئے اِس قوم میں وہ اِس نام سے نامزد ہوا کہ ابرہام کا خُدا اضحاق کا خُدا اور یعقوب کا خُدا۔ یہہ کام کِسی بادشاہ اِسرائیل نے نہ کیا۔ بلکہ خُدا نے خود کیا۔ ایک شخص کو چُن لیا اور اُس سے ایک بڑی قوم بنائی۔ دوم۔ یہہ کہ اُس قوم کو ایک شرع دِی۔ شرع بنانا بادشاہوں کا کام نہ ہوا۔ مگر لوگوں اور بادشاہوں کے لِئے اُس نے خود ایک قانون مقرر کیا۔ سوم۔ نادیدنی طور سے اُن میں ظاہر انتظام کرتا رہا۔ سزا اور جزا دینا۔ اور اُن کے لاحل جھگڑوں کو فیصل کرنا وغیرہ +

اِسی طور سے مسیح نے کیا۔ یہی کام مسیح نے کِئے۔ اور یوں اپنے تئیں اُن بادشاہوں سے افضل ظاہر کیا۔ اوّل اُس نے ایک قوم یعنے ایک کلیسیا بنائی۔ کُل بنی آدم کے لِئے ایک نئی قومیت کھولی۔ دوم ایک نئی شرع دِی۔ جو اُس نئی قوم کے لِئے قانونِ ہدائت ہوا۔ اور لوگوں اور بادشاہوں کے اختیار میں نہ چھوڑا کہ شرع بنائیں۔ بلکہ خود ہی ایک قانون بخشا کہ وہ سب اُسکے موافق عمل کریں۔ سوم۔ وہ نادیدنی طور سے ایسا انتظام کرتا رہتا ہے کہ ظاہر نتیجے ہدائت اور تنبیہہ کے لِئے دکھاتا ہے۔ کلیسیا کو ہر طرح ترقی دیتا ہے۔ بیدینی کو کم کرتا ہے وغیرہ۔ پس مسیح دُنیاوی بادشاہوں کے موافق انا بَث کے کام نہ کرتا تھا۔ بلکہ الٰہی بادشاہ کے کام اُس کے مدِّ نظر تھے۔ موسیٰ اور داؤد

صاف کہا کہ قیصر کا حق قیصر کو دو - اور خدا کا حق خدا کو دو - پھر یہوداہ کے بادشاہوں کا ایک کام یہہ تھا کہ قاضیوں کا کام کرتے اور فتویٰ دیتے تھے - سو لوگوں نے اِس خیال سے کہ اگر یہہ مسیح بادشاہ ہے تو مثل اُن بادشاہوں کے اُنکے ملکی اور قومی جھگڑے فیصل کریگا - اِس غرض سے اُنہوں نے چند ایک مرتبہ ایسے جھگڑے پیش کئے جیسے زانیہ عورت کا عین فعل کے وقت پکڑا جانا - مگر مسیح نے اُسپر فتویٰ نہ دیا - اور یوں بادشاہوں کے اِس منصبی کام سے بھی اِنکار کیا - پھر یہوداہ کے بادشاہوں کا ایک کام یہہ بھی تھا کہ لشکر کشی کرتے اور دشمنوں کے ساتھ خونی مقابلہ کرتے تھے - مگر مسیح نے اِس بات کے برخلاف سکھایا اور کہا - جیسا ہر ناظرِ انجیل پر روشن ہوگا - سچ ہے اگر مسیح یہہ کام کرتا اور یہہ منصب اپنے میں دکھاتا تو وہ پُرانے بادشاہوں کے موافق ایک ہوتا اور بس مگر اُسنے ایسا نہ کیا اور اپنے تئیں اُن سے ایک اعلیٰ بادشاہ پیش کیا - جس کے کام اور منصب سوائے مذکورہ کے تھے ÷

پس اگرچہ مسیح نے دنیاوی بادشاہ ہونے کا شوق نہ دکھایا اور اِس بات کے لئے ذرا بھی کوشش نہ کی - تاہم انجیل مقدس سے ظاہر ہے کہ وہ اپنے تئیں یہودیوں کا بادشاہ کہتا تھا اور فرشتے نے بھی کہا تھا کہ خداوند خدا اُس کے باپ داؤد کا تخت اُسے دیگا اور وہ سدا یعقوب کے گھرانے کی بادشاہت کریگا - اور اُس کی بادشاہت آخر نہ ہوگی - سو اُس کی زندگی سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسنے بنی اسرائیل کے بادشاہوں کی مانند اپنے نام کا سکہ نہ چلایا اور نہ زمینی تخت پر سرفراز ہو کر عدالت کی اور نہ اُن کے لئے لشکر کشی کی - اُس کے لئے یہہ کمینی باتیں تھیں - اگر ایسا کرتا تو محض موسیٰ اور داؤد کی مثل ایک ہوتا - مگر اُسکا بادشاہ ہونا الٰہی طور پر تھا - اِس طور پر تھا - جس طرح

مسیح

اِس قسم کی اِنتظاری پُوری ہو۔ یہودیوں کا بادشاہ ہونا اُس کے لئے بہت سہل تھا۔ اگر دُنیاوی بادشاہت کی حرص اُس پر غالب ہوتی۔ مگر وہ مثل اِنسانوں کے عمدہ اور سہل مَوقع اور حالتیں دیکھکر پھُول نہ اُٹھا۔ پر اپنے تئیں ویسا ہی ظاہر کیا۔ اور کرتا رہا۔ جیسا اُسنے اپنے تئیں ایک مرتبہ جتایا۔ اور دسویں حکم کے مطابق عمل کیا۔ یعنے لالچ نہ کیا ✦

محمد

اُس میں حصہ دار تھے۔ دیکھو سورہ انفال آیت پہلی اور ۴۲۔ مال غنیمت اللہ کا ہے اور رسول کا وغیرہ۔ یہہ باتیں دُنیاوی حرص کی صریح علامتیں ہیں۔ اپنی خواہش اور حرص پُوری کرنے کے لیئے دُوسروں کی جان و مال کا نقصان کرنا اور اُسکو اپنے تصرف میں لانا یہہ تو وہی بات ہے جو ہم اکثر اِنسانوں کو کرتے دیکھتے ہیں۔ پس محمد بھی مثل اِن کے ایک ہے۔ یعنے حریص + اور یہہ شرع کے دسویں حکم کی عدولی ہے اور وہ یہہ ہے کہ تو لالچ نہ کر۔ اور لالچ بہت بُرائیوں کی جڑ ہے

پھر جاننا چاہیئے کہ اِس بات کا مسیح نے واقعی ثبوت دیا کہ میں دُنیاوی بادشاہ نہیں ہوں۔ چنانچہ جب یہودیوں نے جو آنے والے مسیح کو ایک دُنیاوی بادشاہ ہونے کی اُمید کیئے بیٹھے تھے۔ جب عیسےٰ نے مسیح ہونے کا دعوی کیا تو اُنہوں نے اُس سے ایک ایسا سوال کیا جس سے وہ اُس کے بادشاہی منصب کو جانچیں اور سوال یہہ تھا کہ آیا قیصر کو جزیہ دینا روا ہے یا ناروا؟ یہہ بات خداوند عیسیٰ کو یہود کی نسبت حالت پر غیرت دلانے کی غرض سے پیش کی گئی۔ مگر مسیح نے اُن سے

مسیح

کر اور اُس اکیلے کی بندگی کر (متی ۴:
۸-۱۰) پھر جب لوگ چاہتے تھے۔ کہ آئیں
اور اُسے زبردستی بادشاہ کریں آپ
اکیلا پہاڑ کو چڑھ گیا۔ (یوحنا ۶: ۱۵) اور
بجائے اِس کے کہ وہ ایسی حرص کا مغلوب
ہو وہ اپنی خدمت کے شروع سے برابر
فرماتا ہے اور اسی بات پر ثابت قدم ہے
کہ میری بادشاہت اِس جہان کی نہیں
بلکہ آسمانی بادشاہت ہے۔ اُن سب
تمثیلوں کا مدعا یہی ہے جو آسمان کی بادشاہت
کی بابت فرمائی تھیں۔ دیکھو انجیل متی باب ۱۳۔
اور اپنے پیرووں سے ہمیشہ اِس بات کے
متقاضی ہیں۔ کہ اپنا انکار کرو اور اپنی صلیب
اُٹھا کے میری پیروی کرو۔ متی ۱۶: ۲۴
اور بھی دیکھو متی ۲۰: ۲۱-۲۸۔ یہودی
مسیح کے منتظر تھے۔ اور اُس کے دنیاوی
بادشاہ ہونے کے منتظر تھے۔ زکریاہ ۹: ۹
میکاہ ۵: ۲ تو یہہ خوب موقع تھا کہ اُن کی

محمد

اِس امر کے شاہد ہیں۔ اِس بات میں کئی
ایک انسانی کمزوریاں ظاہر ہوتی ہیں۔
ایک آدھ کا پھر ذکر کیا جائیگا۔ بالفعل معلوم
ہو کہ حضرت میں یہہ حرص بڑھتی گئی اور
لڑائیاں اور فساد کرنے کا حکم آ گیا۔ لڑائیوں
کے فوائد اور ثواب بیان کر کے اِس شوق
کو خوب ظاہر کیا۔ اُس کو ایمانداری
کی علامت بتایا۔ اور اسکا نتیجہ یہہ ہوا
کہ آپ عرب کے بادشاہ ہو گئے۔ اور لڑائی
کرنا اور اُس کے وہ محسن فوائد مقامات
ذیل سے مصرح ہے۔ سورۂ نساء رکوع ۱۰
آیت ۷۲۔ اور رکوع ۱۱۔ آیت ۷۶۔ سورۂ
عمران رکوع ۱۴۔ آیت ۱۴۰۔ اور رکوع
۱۹۔ آیت ۱۹۶۔ اور آخر جب ملکِ عرب
کو اپنی حین حیات میں فتح کر چکے تو اِس
قسم کے وسیع حکم دیئے گئے اور خراجگیر
مقرر ہوئے۔ پھر مال غنیمت کا حکم دیا جیسا
دنیا کے بادشاہ کرتے ہیں۔ اور آپ بھی

مسیح

پاک ارادے کو مغلوب نہیں کرتا اُس
کے لئے آزمائش میں پڑنا اور نہ پڑنا برابر
ہے۔ وہ آزمائش میں اُستوار ہے۔ زندگی
بھر میں وہ کسی بدی کا مغلوب نہیں ہوا
بلکہ اِنسان کے دِل کی خرابی کے برخلاف
سِکھاتا۔ اور کرتا اُس کا دائمی اور قائمی
اصول رہا۔ چنانچہ چند مثالوں ہی سے
یہہ بات ظاہر ہو جائیگی کہ مسیح نے کیسے
کامل طور سے شریعت کو پورا کیا تھا +

(١) حرص دُنیاوی اُس میں
ناپدید ہے۔ جب شیطان اُسے دُنیا کی
ساری بادشاہتیں اور اُن کی ساری
شان و شوکت دکھاتا ہے۔ اور سجدہ کرنے
کے وعدہ پر سب کچھ اُسے دیتا ہے۔ تو
حرص دُنیاوی اُس میں نہیں بھڑکتی۔
اُن چیزوں کے لِئے وہ مغلوب نہیں
ہو جاتا۔ بلکہ کہتا ہے کہ اے شیطان دُور
ہو۔ اور خُداوند کو جو تیرا خُدا ہے سجدہ

محمدؐ

اور نفسانی خواہشیں غالب تو یہہ باتیں
ظاہر کرتی ہیں کہ وہ اِنسان گُناہ کی بیعت
کے تحت میں ہے۔ یعنے شرع اخلاقی کا
عدول کرنے والا ہے اور سزا کے لائق
ہے۔ ہم معلوم کریں کہ محمد صاحب نے
اِخلاقی شرع کے کِس کِس حکم کو توڑا
تھا۔ اُس کی چند ایک مثالیں
یہہ ہیں :-

(١) حرص دُنیاوی بانی
اسلام میں یہہ صورت رکھتی ہے۔ کہ
دِین کے بھیس میں دُنیا پر مسلط ہونا
بالکل صاف نظر آتا ہے۔ اور اِس میں
یہہ بات بھی پائی جاتی ہے کہ اِس معاملہ
میں آپ جِس طرح پہلے ظاہر ہوئے اُس
ظہور پر قائم نہ رہے۔ مگر طمع دُنیاوی
نے آخر کار اپنا ظہور دکھایا۔ مثلاً
آپ کا جنگ اور لڑائیاں مارنی اور
اپنے پیرؤوں کو بھی یہی شوق دلانا

نے بھی اُس کو مقدم بنایا۔ اور باقی سب باتیں اِس مدعا کو برآمد کرنے والی ہیں ❖

یہہ بات سچ ہے کہ جیسا کسی کا علم ہوگا یا جیسی اُس کی عقل کی رسائی ہوگی اور جیسا جس کا باطن ہوگا وہ ویسے ہی اعمال ظاہر کریگا۔ اِس لئے کچھہ عجب نہیں اگر محمد صاحب کی زندگی ایک گنہگار زندگی ٹھہرے۔ اور مسیح کی زندگی بے عیب اور پاک ❖

اب چونکہ اِن دو شخصوں کی ذاتی اور عملی حالت ایسی تھی۔ تو اُن کی زندگی بھی اپنی اپنی حالت کے موافق ہوگی۔ اور دونوں میں فرق ہوگا۔ اور وہ فرق ذیل کی باتوں سے معلوم ہو جائیگا:۔

دفعہ ۲۔ اِنسان بسبب گناہ کے اپنی گفتار و رفتار میں ثابت قدم نہیں رہتے۔ شرع اخلاقی کی عدولی کرتے ہیں۔ کیا مسیح اور محمد بھی ایسے ہی تھے

مسیح

گفتار و رفتار میں یکساں اُستوار اور ثابت قدم ہے۔ مسیح میں اعلےٰ خواہشیں ہمیشہ مقدم اور مسلط نظر آتی ہیں کوئی بات اُس کو اِس کے طریق قائمہ سے دائیں بائیں نہیں کر سکتی۔ کوئی خیال یا نظارہ نفسانیت کا اُس کے

محمد

گفتار و رفتار میں ثابت قدم نہیں ابھی کچھہ پھر کچھہ۔ اور یہاں کچھ وہاں کچھہ۔ اور یہہ قاعدے کی بات ہے کہ جب اِنسان میں ادنیٰ خواہشیں اعلیٰ خواہشوں پر غالب ہوتی ہیں۔ یعنے جب مرضی اور ارادہ مغلوب ہوتے ہیں۔

کا خیال کچھ کم معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ یہانتک کہہ سکتے ہیں کہ حضرت اُسکی ماہیت اور ضرورت سے ناواقف سے معلوم ہوتے ہیں۔ قرآن سے یہہ مصرح نہیں کہ محمد صاحب کسی انسان کے پاک ہونے یا ہو سکنے کا خیال رکھتے ہیں۔ کیونکہ اُس میں کسی انسان کو پاکیزگی منسوب نہیں کی گئی ہے۔ حتّٰی کہ مسیح کو بھی جو سراسر اور حقیقت میں پاک تھا پاکیزگی کا نمونہ کر کے پیش نہیں کیا ہے۔ اِس بات کا موئد امر یہہ ہے کہ اپنے افعال غیر محسن کو بُرا نہ سمجھا۔ بلکہ اُن کے جواز کے لیئے رضاءِ الٰہی نازل کر لیا کرتے تھے۔ پس حضرت کے نزدیک پاکیزگی یہی تھی + یہہ وہی نقص ہے جو ہم نے دفعہ خدا کی تمہید میں پیش کیا ہے +

علاوہ اِس کے وہ طور جو محمدؐ نے اختیار کیئے اُسے گنہگار ہونے سے روکنے والے نہ تھے۔ ہمارا گمان ہے اور جو تجربہ پر مبنی ہے کہ جب تک انسان آزمائش میں نہ پڑے عملی گناہ اُس سے صادر نہیں ہوتا اور خیالی گناہ کی شدت کا بھی کم زیر بار ہوتا ہے۔ مگر اُس میں قابل غور یہہ بات ہے کہ خواہ وہ کبھی آزمائش میں پڑا خواہ نہ پڑا ہو۔ اور اگر پڑ کر گناہ نہ کیا ہو تو پھر جب پڑے اور گناہ کرے تو یہہ بات ثابت کریگی کہ وہ گنہگار آدمی ہے۔ ایک گناہ سے اُس کی ساری سرشت ناپاک ہوگی۔ مسیح نے اپنی زندگی میں ایسے طور اختیار نہ کیئے جو اُس کو گناہ میں ڈالتے۔ مگر محمد صاحب نے اپنی زندگی میں ایسے طور آنے دیئے کہ وہ آپکو امتحان میں پڑنے سے روک نہ سکتے تھے بلکہ اُس میں ڈالنے والے تھے۔ کمترین کی رائے میں باوا نانک کی نسبت محمدؐ صاحب کی گنہگاری زیادہ ثبوت رکھتی ہے۔ مگر یہاں تو مقابلہ مسیح اور محمدؐ کا ہے۔ یہہ کیونکر برابر ہوگا +

ماہرین انجیل مقدسہ جانتے ہیں کہ اُس میں پاکیزگی مقدم اصول ہے۔ مسیح

مسیح

پاکیزگی کا واقعی نمونہ اور حقیقی صورت ہے۔ اور اس کی یہہ سیرت کل انسانوں کی پیروی کی متقاضی ہے۔ ہاں صرف وہی ایک راستباز ہے اور کوئی بھی نہیں ایسے شخص کی پیروی سے صریحاً فائدہ ہے ❖

محمد

بخشش تو صرف سزا کا دور ہونا ہے غرضکہ محمد کی حالت اس امر میں ویسی ہی تھی جیسی اور انسانوں کی ہے۔ جیسے ہم تم اور سب اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں اسی طرح محمد نے کیا۔ اور ظاہر کیا کہ مثل اوروں کے وہ بھی ایک عاجز اور گنہگار تھا۔ اور پاکیزگی اور بخشش کا محتاج تھا۔ پس اس حال میں محمد پاکیزگی اور اخلاق کا کامل نمونہ نہیں۔ لیکن اسکا ایک ناقص پیرو تھا۔ اور حضرت تجربہ اور الہام کے اس فتوی کے زیر حکم ہیں کہ کوئی راستباز نہیں ایک بھی نہیں۔ خداوند کریم ایسے شخص کے پیروؤں کو کامل نمونہ کی طرف لائے۔ کیونکہ ایسے شخص کی پیروی سے کسی گنہگار کو کیا فائدہ ہے ❖

قرآن کے مطالعہ سے یہہ بات بالکل صاف معلوم ہوتی ہے کہ اس میں پاکیزگی پر چنداں زور نہیں دیا ہے۔ صرف ظاہری باتوں میں سے بعض سے بچنا اور بعض کو کرنا درگاہ الہی میں مقبول ہونے کے موجب کہے ہیں۔ مگر روحی پاکیزگی کی طرف حضرت

مسیح

ظاہر نہیں ہوئی کہ ہم کیا کچھ ہونگے - پر ہم جانتے ہیں کہ جب وہ ظاہر ہوگا ہم تو اُس کی مانند ہونگے - کیونکہ ہم اُسے جیسا وہ ہے ویسا دیکھینگے (نامہ اوّل یوحنّا ۳ : ۲) *

اِس بات کا خیال نہیں کر سکتے کہ وہ کیونکر پاک تھا - کیونکہ اَور کسی کو پاک نہیں دیکھتے - گنہگاری ہم انسانوں کے لئے ایک سہل اور عام خیال ہے اور اِسی لئے پاکیزگی کا کامل نمونہ دیا گیا - کہ گنہگاروں کو اِس پاکیزگی کی اُمید اَور شوق ہو اور اندازہ کر سکیں کہ فلاں حد یا پیمانہ تک کی پاکیزگی کامل پاکیزگی ہے *

غرضیکہ مسیح کی پاک زندگی انسان کے دلوں پر پورا اثر جمانے والی ہے - اَور ہمارے ایمان پختہ کرنے والی ہے - اَور مسیح کی یہہ سیرت اُسکو لوگوں کے پیشواؤں پر بدرجہ اَولیٰ ترجیح دیتی ہے - کیونکہ وہ

محمدؐ

مانگنے کے لئے بار بار حکم آیا کرتا تھا - اَور اِس بات پر حضرت کا بڑا خیال تھا - کہ اللہ بخشنے والا ہے - اور اِس خیال میں پڑ کر ارادۃً گناہ کر بیٹھتے تھے - اور یوں اپنے گناہ اُسکی بخشش سے ڈھانپا کرتے تھے - اِتنی عبارت یا مثل اِس کے کہیں بھی نہیں کہ محمدؐ گناہ سے پاک تھا - جیسا مسیح کی بابت لکھا ہے کہ :- "اُسنے گناہ نہ کیا" ۱ - پطرس ۲ : ۲۲ - محمدیوں کا محمد صاحب کو تعظیم کے لحاظ سے پاک کہنا انجیل اور قرآن دونوں کے خلاف ہے ہم تعظیم کر کر کے کسی کو گناہ سے پاک قرار نہیں دے سکتے *

یاد رہے کہ گناہ بخشا جانا اور گناہ سے دِل پاک ہونا دو جُدا چیزیں ہیں - اور فرض کیا کہ محمد کو پہلی بات حاصل تھی - مگر دوسری بات پھر بھی اپنا زور جیوں کا تیوں رکھتی ہے یعنے اُسکو گنہگار ثابت کرتی ہے اَور

مسیح

گواہی دی کہ تم نے اُس قدوس اور
راستکار کا انکار کیا (اعمال ۳: ۱۴)
پھر بھی گواہ کہتا ہے کہ اس نے گناہ نہ کیا
اور اُس کی زبان میں چھل بل نہ پایا گیا- وہ
گالیاں کھا کے گالی نہ دیتا تھا- اور دُکھ
پا کے دھمکاتا نہ تھا- بلکہ اپنے تئیں اُسکے
جو راستی سے انصاف کرتا ہے سپرد
کرتا تھا (۱- پطرس ۲: ۲۲ و ۲۳) پولوس
گواہی دیتا ہے کہ ایسا سردار کاہن جو
ہمارے لائق تھا- جو پاک اور بے بد اور
بے عیب اور گنہگاروں سے جدا اور آسمانوں
سے بلند ہے (نامہ عبرانیوں ۷: ۲۶)
اسی طرح مسیح کا احوال اور بہتیرے مقاموں
میں مذکور ہوا ہے +

مسیح ایسا نمونہ تھا کہ جب انسان
اپنے غائت درجہ کی کاملیت کو پہنچے تو اُسکے
موافق ہوگا- یوحنا رسول لکھتا ہے پیارو
اب ہم خداوند کے فرزند ہیں اور یہہ ابتک

محمدؐ

کر سکتا ہے- اور جس کو وہ معاف کرے
وہ بچ جائیگا- مگر اس سے یہہ ثابت نہیں
ہوتا کہ وہ گناہگار گناہ سے پاک ہے- اِس
تقدیس کے لئے روح القدس کی ضرورت
ہے- مگر قرآن میں اُسکا ذکر ہی نہیں-
مسیح سے اُس کو کیا نسبت- ۵
چہ نسبت خاک را با عالم پاک ؟
سورہ محمد رکوع ۲- آیت ۲۱-
اور معافی مانگ اپنے گناہ کے واسطے اور
ایماندار مردوں اور عورتوں کے لیئے یہاں
سے اُمت اور پیشوا دونوں یکساں گنہگار
ثابت ہیں- اسی طرح سورہ مومن رکوع
۶- اور سورہ توبہ رکوع ۷ میں پڑھتے ہیں
اور بخشوا اپنا گناہ اور اللہ بخشے تجھ کو + مگر
آیا اللہ نے بخشا یا نہیں- دوسری بات
ہے اور ثبوت طلب ہے +

ان قولوں منقولہ سے ظاہر ہے
کہ محمد عملاً گنہگار تھا- اور گناہ سے معافی

مسیح

تولید کا شروع ہوا۔ تو آدم کا بیٹا آدم کی
صورت پر پیدا ہوا۔ اور اس پیدائش سے
پیشتر چشمہ بگڑ گیا تھا۔ اور اس لئے آدم کا
بیٹا اُس کی ناپاک صورت پر پیدا ہوا۔
پس اگر مسیح اس سلسلہ میں پیدا ہوتا تو وہ
بھی آدم کی صورت پر پیدا ہوتا اور بذاتہ
گناہ سے پاک نہ ہوتا۔ مگر اسکا پاک ہونا
اس لئے ممکن ہوا کہ وہ ایک نئی خلقت
تھا مثل آدم کے اُس کی پیدائش معجزانہ
تھی۔ وہ دوسرا آدم تھا۔ خدا نے اُس کی
نسبت اس ذاتی سلسلہ تولید میں دخل
دیا۔ تاکہ اس سلسلہ کی پلیدگی کو جو اصل
قانونِ قدرت کے خلاف ہو گئی تھی۔
اصل کے موافق پاک کرے۔ اور انسان
کو معلوم کراوے کہ بنی آدم کی موجودہ
حالت اصلی حالت نہیں ہے۔ یہہ حالت
ناپاک اور وہ پاک تھی۔ اور اس طور سے
انسان کو پاکیزگی کا کامل نمونہ دکھائے

محمد

جھونپڑیوں میں یہی حال ہے۔ اور
اس حالت میں ہو کر بھی اگر کوئی اخلاقی
خوبی کسی میں پائی جاتی ہے۔ تو وہ بھلائی
کی طرف ترقی کرنے کا سبب ہے۔
البتہ یہہ بات معقول ہے۔ کہ بھلائی
کی طرف ترقی کرنا چاہتا ہے اور جہاں
نہیں چاہتے وہاں برائی ہی کو بھلائی
سمجھ کے اُسی کو چاہتے ہیں۔ مگر یہہ خواہش
یوں ہی رائگاں جاتی ہے۔ کیونکہ آخر
انسان خدا کے سامنے برائی کی رغبت
دکھاتا ہے۔ اب چونکہ محمد اسی سلسلہ
میں پیدا ہوا۔ اور اس کے اس طور سے
پیدا نہ ہونے کا کوئی ذکر و ثبوت نہیں ہے
لہذا محمد بذاتہ گناہ سے پاک نہیں ہو سکتا
اور نہ تھا۔ محمدیوں کی تاویلیں نابکار
ہیں۔ جبتک عبداللہ اور ایمنہ بے گناہ
نہ ثابت ہوں۔ اگرچہ ہمیں پختہ یقین ہے
کہ موروثی گناہ کچھ چیز ہے اور اسکا اثر

کی اجازت دے یعنے شریعت سے تجاوز کرنا جائز کرے۔ لوگ اپنی بیوقوفی یا نفسانیت کی وجہہ سے ایسا جواز بتائیں تو یہہ کوئی سند نہیں ہے۔ چاہئے کہ ہم لوگوں کے فعلوں کو خدا کی شریعت سے جانچیں نہ کہ اپنی یا اُن کی عادتوں اور کمزوریوں اور ناپاکیوں کے اثر سے گناہ کو گناہ ہی نہ جانیں ظاہر ہے کہ دُنیا میں کئی آدمی گذرے ہیں جنکی تعظیم کیجاتی ہے۔ یہانتک کہ اُن کے گناہ گناہ نہیں سمجھے جاتے اور یوں وہ اُسکے ساتھ برابر کئے جاتے ہیں جو گناہ سے بالکل پاک تھا۔ اور انکو چھوڑ کر ہم صرف دو شخصوں کی سیرت کا مقابلہ کرینگے یعنی :-

مسیح

۱- بذاتہ گناہ سے پاک

اگرچہ انسانی تجربہ اس امر میں مایوس کرتا ہے کہ کوئی شخص گناہ سے پاک ہو تاہم ایک شخص اور فقط وہی عالم اخلاق میں نظر آتا ہے۔ جو بذاتہ گناہ سے پاک ہے۔ اُس کی زندگی ایسے ڈھب پر ہوئی کہ گناہ کا اُس میں دخل نہیں ہو سکتا تھا۔ غور کرو کہ آدم اوّل کیوں پاک تھا۔ اس لئے کہ گویا وہ خدا سے پیدا ہوا۔ وہ ہستی جو آدم سے پہلے تھی پاک تھی۔ اور اس لئے وہ جو ایسی ہستی سے نکلا۔ بذاتہی پاک تھا یعنے خدا کی صورت پر تھا۔ لیکن پھر انسانی سلسلہ

محمد

۱- بذاتہ گنہگار

تجربہ زندگیوں کا اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ سلسلہ تولید مروجہ میں سے کوئی شخص پاک نہیں نکل سکتا تھا۔ اس سلسلہ کی پلیدگی ہر ایک پر داغ لگاتی ہے۔ اور یہہ ناپاک سرشت اس بات کا سبب ہے کہ انسان سوچنے کی عمر کو پہنچکر خود بخود گناہ کیطرف مائل ہوتا ہے۔ اور یہہ ایک ملک میں نہیں ہر ایک ملک میں کسی ایک شہر میں نہیں ہر شہر میں۔ کسی ایک گاؤں میں نہیں ہر ایک گاؤں میں۔ بازاروں اور پوشیدہ مکانوں میں۔ عالیشان مکانوں

دوسرے کہتے ہیں کہ رہزنی اور خونریزی خدا کا حکم ہے کوئی عیب نہیں۔ کعبہ پرستی ثواب ہے۔ تیس کہتا ہے کہ شہوت پرستی عین نیچر کے مطابق ہے۔ اور خدا نے اسکو پاس کردیا ہے۔ پس یہی سبب ہیں کہ لوگ اپنے اپنے پیشواؤں کی ایسی حرکتوں کو معیوب نہیں جانتے بلکہ انکو پاک کہا کرتے ہیں

اس حال میں نہایت ضروری امر ہے کہ ہم خوب غور کریں کہ پاکیزگی کا انکار یعنے گناہ کسکو کہتے ہیں؟ ۔ بائبل فرماتی ہے کہ گناہ خلاف شرع ہے۔ اب شرع کیا ہے؟ شرع خدائے خالق کا وہ اخلاقی اور راست قانون ہے جو اخلاقی بندوں کیلئے انسان کے ضمیر اور خدا کے کلام بائبل مقدس میں موضوع کیا گیا ہے۔ ضمیر کے دھندلے اور سست ہوجانیکے سبب خداوند نے و شرع الہام کے ذریعہ از سر نو فرمائی۔ وہ شرع بذاتہ ایسی راست اور واجب ہے کہ خداوند تعالیٰ اس غیر یا برعکس شرع نہیں دیسکتا تھا۔ کیونکہ خدا راست ہے اور راستی کا بانی اور اسکا محافظ ہے او محافظت وہ انسان سے طلب کرتا ہے۔ کیونکہ انسان کو اسنے اخلاقی وجود بنایا ہے۔ وہ شر توریت کی کتاب خروج ۲۰ باب میں مندرج ہے اور اس شرع کا خلاصہ خداوند مسیح شارع اعظ نے متی کی انجیل ۲۲: ۳۷-۴۰ میں فرمایا ہے۔ شرع اخلاقی کے راست ہونیکا وزن اور خوبی یہ کہ جب خدا نے فرمایا کہ "میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہ ہوئے" تو یہہ حکم اپنے میں راست ہے اور اسی خدا نے یہہ حکم دیا۔ اسکا برعکس حکم وہ دے نہیں سکتا۔ پھر جب فرمایا کہ تو زنا مت کر۔ لالچ نہ کر وغیرہ ایسے اور فقط ایسے احکام اسلئے فرمائے کہ یہہ باتیں بذاتہ بھلی ہیں اور خدا یہہ حکم دے ہی نہیں سکتا کہ تو زنا کر۔ تو لالچ کر۔ تو خون کر وغیرہ۔ اور یہی باعث ہے کہ جب جب انسان نے عموماً اور خدا کی خاص قوم نے خصوصاً ان حکموں سے تجاوز کیا تو خدا نے تجاوز کی سزا ٹھہرائی یعنے لازمی عذ اور دکھہ کسی قسم کا۔ پس جبکہ خدا نے گناہ کو پہچاننے کے لئے شریعت دی ہوئی ہے تو لوگوں کے خیالو اور عادتوں اور خواہشوں کو جانے دو اور یاد رکھو کہ خدا کسی کو ایسا پیار نہیں کرتا کہ اسکو گناہ کر

بلکہ بیشتر اُس کی زندگی میں کرنی چاہیے ❖

اگرچہ پاکیزگی کی کامل اور واقعی صورت کا خیال مشکل ہوگیا ہے۔ مگر پھر بھی دُنیا کے لوگ اپنے پیشواؤنکی زندگی کو پاک زندگی کہا کرتے ہیں اور اُنکے مطابق عمل کرنے کو عین سعادت خیال کرتے ہیں۔ مگر لوگونکی یہہ رائے یا مدح کسی قومی یا خاص سوسائٹی کی طرز معاشرت یا صحبت یا تربیت یا دباؤ کے باعث ہے مثلاً ہندوستان میں جو لوگ ذات پات کے بڑے پابند ہیں۔ بُت پرستی میں بڑے سرگرم ہیں۔ راجچندرجی کی بہادری اور کرشن جی کے کلولوں پر بڑے فریفتہ ہیں۔ وہ لوگ ایسی باتوں میں کوئی بُرائی محسوس نہیں کرتے اُن کے ضمیر پر اسی قسم کا اثر اور دباؤ پڑگیا ہے اور وہ گویا سُن ہوگیا ہے۔ اب یہہ اور اِس قسم کی باتیں عیسائیوں اور مسلمانوںمیں نہایت ہی زبون سمجھی جاتی ہیں اور گناہ ہیں۔ پھر اِسی طرح بہتیری باتیں اور عادتیں اہل عرب کی اور بعد ازاں مسلمانان عجم کی بواعث مذکورہ کے سبب ایسی ہوگئی ہیں کہ وہ اُنکو اچھا اور پُر ثواب مانتے ہیں۔ مگر عیسائیونکی کتابوں کی رُو سے وہ بُری اور گناہ ہیں۔ مثلاً کعبہ پرستی۔ کثرت ازدواجی۔ کثرت طلاق۔ غلامی۔ انکار کفارہ مسیح۔ انکار الوہیت مسیح۔ کلمہ پرستی۔ قبر پرستی۔ حج۔ دیگر ملت کے لوگونکو قتل کرنا مسلمانوں میں شعار اعمال حسنہ اور ایمان صادق میں داخل ہیں اور جنت کو پہنچانے والے ہیں۔ دیکھو سورہ بقر آئت ۲۱۷۔ سورہ عمران آئت ۱۹۶۔ اور سورہ صف آئت ۲۔ حالانکہ عیسائیوں کے نزدیک یہہ نفسانی کام اور غلط ایمان ہیں اور خدا تعالیٰ کی پاک حضوری سے انسان کو دور رکھنیوالے ہیں۔ پس گناہ اور پاکیزگی کی نسبت آپسے باہم برعکس خیالوں اور عادتوں اور تربیتوں کے سبب سچی پاکیزگی کی کامل صورت معین کرنا مشکل ہوگیا ہے۔ اور نہ صرف لوگ خود اپنی اپنی مرضی کی باتوں اور کامونکو نیک اور با ثواب سمجھتے ہیں۔ بلکہ اپنے ایسے خیال خدا کے نزدیک بھی پسندیدہ قرار دیتے ہیں۔ اور اسی لیے اپنے اپنے طریقوں میں قایم رہتے ہیں۔ ناظرین اِس بات کا اندازہ صرف اتنی بات سے کر سکتے ہیں۔ کہ ہر مذہب کے لوگ اپنے مذہب کو خدا کیطرف سے کہتے ہیں۔ ہاں اسی سبب سے ایک کہتا ہے کہ بُت پرستی خدا کو منظور ہے

مُردہ تعلیم نظر آویگی جو اُس کی زندگی میں ظاہر نہوئی۔ اِسلئے ہم اپنی ایسی حالت میں ایسے باتونی بھائیوں سے خوش رہیں کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ایک قوم نہیں کل غیر قومیں اِن دکھوں کے میں قابو میں اور اِس چھوٹے رسالہ میں ہماری غرض برادران اہل اسلام کو رہا کرنے کی ہے۔ اُمید ہے کہ کمترین کی گذارشوں اور آگاہیوں کو بگوش ہوش اور دِل سے سُنینگے۔ اور خدا کے فضل سے یہہ بات کچھ بعید نہیں ہے۔ کہ لوگوں کو توبہ بخشے ؛

دفعہ ۱۔ اِنسان گنہگار ہیں کیا مسیح اور محمدؐ بھی ایسے ہی تھے

پاکیزگی کیا ہے کون اُس کی تعریف کر سکتا۔ کون ہے جو اُس کی خیالی ہی تصویر کھینچے نے کب اور کِسکی نسبت کبھی ایسا ہوا تھا جِس بات کا کسی اِنسان کو تجربہ نہیں ہوتا اور نہ ہوا وہ اسکا کامل نمونہ کیونکر سنائے یا دکھائے؟ اِلّا یہہ ہی وہ وصف ہے جو جوہر الحسن اور عمدہ خیال اور کلام اور کام کا دائمی مبدا ہے۔ عقل اور ارادہ اور خواہشیں جو ایسی ایسی بداندیشی اور بدخواہیاں اور خرابیاں ظاہر کرتی ہیں ایسا ہرگز نہ کرتے۔ اگر دِل میں سراسر پاکیزگی رائج ہوتی۔ ایسا ہرگز وقوع میں نہ آتا۔ اگر پاکیزگی کا دلوں پر تسلط مطلق ہوتا۔ نبیوں نے اور بڑے بڑے عالموں نے اکثر نیکی زندگی کا احوال اور خلاق کا تذکرہ قلمبند کیا۔ لیکن کِسی نے پاکیزگی اور اخلاق کا کامل نمونہ یا واقعی صورت نہیں دکھائی۔ اور اِس بات میں ہر ایک ہمپایہ ہے۔ عبث ہیں وہ تقریریں اور تحریریں جو واقعی صورت تو یکطرف خیالی صورت بھی نہیں بنا سکیں۔ وہ ہمارے کس کام ہیں؟ ایسی تقریریں تو قریباً ہر ملک میں کم و بیش موجود ہیں لیکن وہ اخلاق اور پاکیزگی کا پیمانہ نہیں۔ وہ اِس بات میں عاجز ہیں کہ ایسی محسن صورت کی واقعی ہستی بتائیں۔ البتہ اگر کسی نے فی الواقع ایسا دیکھا ہو یا سُنا ہو تب یہہ مشکل آسان ہوجاتی ہے اور اگر یہہ بات کسی کو حاصل نہ ہو تو کسی کی پیروی کرنا اِس غرض سے کہ ہم بھی پاک ہوجائیں بے فائدہ ہے۔ یہہ دھوکا ہے۔ اِس امر کی تلاش فقط کسی کی باتوں ہی میں نہیں

فوج کا سرگروہ ہو تو اسکو لازم ہوگا کہ آپ دلیر ہو۔ اور اگر ناخواندوں کا اُستاد ہو تو ضرور ہے اُس میں خواندگی کی خوبی ہونی چاہئے۔ اسیطرح خیال کرو کہ ہمسار گنہگار انسانوں کے لئے کیسا ہادی اور منجی درکار ہے۔ انسان کی ذاتی حالت تو ظاہر ہے منجی کی حالت معلوم کرنی چاہئے اور ہم دیکھینگے کہ سوائے خداوند یسوع مسیح کے کسی میں یہہ ذاتی سیرت یہہ خوبی اور خصلت نہیں ہے۔ اور اس بار ہم اکثروں کا ذکر نہیں سناوینگے مگر صرف مسیح اور محمد کا۔ اور اونکی نسبت صرف سرور ومی سخنور اور مکالی صاحب کے قول پر اکتفا کیا جائیگا اور وہ یہہ ہیں۔ مقدم الذکر یوں کہتا ہے۔ کہ کوئی ایسا فلاسفر کیسا نایاب ہے جسکی زندگی اور دل ایسے ہوں جیسا عقل طلب کرتی ہے جو اپنی تعلیم کو ایک علمی دکھلاوا نہیں مگر قانون زندگی سمجھتا ہو۔ جو اپنا تابعدار ہو اور اپنے حکموں کا لحاظ کرتا ہو (یعنے جیسا حکم کرتا آپ خود اُسکے تابع ہو اور اُس کی تعمیل کرتا ہو) حالانکہ یہہ کیسا عام ہے کہ بعضے بطلان اور غرور سے اس قدر پر ہیں کہ اُنکے لئے بہتر تھا کہ اگر وہ سکھلائے نہ جاتے۔ بعضے زر کے غلام۔ بعضے تکبر کے۔ بہتیرے اپنے ہوا و ہوس کے۔ ایسا کہ اُن کی زندگی اُن کی باتوں کے ساتھ لڑائی کرتے ہیں۔ مکالی صاحب کہتا ہے۔ کہ اُنہوں نے اُس بات کا وعدہ کیا جو ہو نہ سکے اور جو ہو سکے اُس کی تحقیر کی۔ اُنہوں نے دنیا کو لمبے لمبے لفظوں اور لمبی لمبی ڈاڑھیوں سے بھر دیا اور اُسکو ویسا ہی جاہل اور شریر چھوڑ کے جیسا پایا تھا + (لائف آف جانسن) +

واضح رہے کہ ہم صرف نجات کی نسبت نہیں بلکہ تعلیم اور تعمیل کی نسبت بھی جو نجات کے متعلق ہیں اُس منجی میں کھوجینگے۔ جس سے کسی منجی کی فوقیت اور قابلیت ذاتی یعنے اُسکی وجبی سیرت ذاتی معلوم ہوگی۔ اور یہہ نہ ہوگا کہ اگر کسی نے کہدیا کہ بدی نکرو اور نیکی کرو اور ایک آدھ باتیں بھلائی کی اور چند ایک برائی کی کہہ سنائیں تو بس ہم انسان اُنہی بات پر اپنی روحیں اُسکے ہاتھ بیچڈالیں اُسکی زندگی میں اُسکی تعلیم کی عدم تعمیل ہمکو بیدل کریگی اور اس تعلیم کا اثر کھوئیگی وہ تعلیم

یا اُس سے نہ پورا ہوا۔ تب تو خدا نے محمدؐ کو اُن اوصاف ضروری سے پُر کر کے بھیجا ہوگا اسلئے دونوں کی سیرت ذاتی اور مصنوعی سے آگاہ ہونا مقدم ہے +

اب پیشتر اِس سے کہ ہم ایسی سیرت کی واقعی صورت دیکھیں اِس بات کا خیال رکھیں کہ دُنیا کو کیسے مصلح اور اُستاد اور منجی کی ضرورت تھی اور ہے۔ اگر انسان عموماً پیسے ٹکے کے قرضدار ہوتے ایسا کہ کُل ساہوکاروں کے بھی دیوالے نکلے ہوتے تو البتہ ایسے شخص کی ضرورت ہوتی جو اِس قسم کی تکلیف سے رہا کرے۔ اگر کُل انسان کسی جسمانی مرض میں گرفتار ہوتے تو کسی صاحبِ طب کی حاجت تھی۔ اگر ننگے اور بھوکے ہوتے تو کسی سیر کنندہ کا آنا لازم تھا۔ اگر قوانینِ قدرت سے جنکو جسمانی قوانین کہتے ہیں۔ جن سے انسان علی العموم مقید ہیں تجاوز کرنا گناہ میں داخل ہو۔ تو کسی نیچرل فلاسفر کی ضرورت ہوتی۔ جو بتاتا کہ آگ کو مت چھونا۔ ہاتھ جل جائیگا۔ پانی میں بے سامان مت جانا۔ ڈوب جاؤ گے۔ بلندی سے مت گرنا ضرب لگیگی۔ اپنے جسم کو کسی آلے سے مت کاٹنا۔ کٹ جائیگا۔ غرضکہ اسی قسم کی بھول چوک کے لئے ایسا ہادی ضرور تھا۔ مگر خداوند کریم انسان کی ایسی حاجتوں کو اور ہی طرح رفع کرتا ہے۔ لیکن انسان تو گناہ سے خراب ہو گئے۔ گناہ سے اور گناہ میں پیدا ہو گئے۔ ہوا و ہوس کے حملوں اور غلبوں میں عقل اسیر ہو گئی اور نفسانی رغبت ہی نے شرع ہونے کا قرار واقعی پایا۔ اپنے فرائض کو انسان بھول گیا۔ صداقت کو پائمال کیا۔ اور اُن کے عوض برگشتگی اور بطالت اصول ٹھہرے۔ پس وہ نجات دہندہ اور اُستاد ایسا ہونا چاہیئے جو اِن باتوں سے نجات دے اور نجات دہندہ میں ہم وہ خاصیتیں تلاش کرینگے اور چاہینگے جو اِس کام کے لائق ہوں۔ ورنہ ہٹ دھرمی یا سُستی سے یا اندھا دھند ہر کس و ناکس کو منجی اور اُستاد اور ہادی نہیں مان سکتے پر اگر اُسکی ذاتی سیرت مثل اوروں کے ہو تو اِس کام کے لائق نہ ہوگا مثلاً اگر کوئی سالہا سال کسی بزدل

خص کو کِسی کام پر مُمتاز کرتا ہے۔ تو اُس عہدے اور عہدہ دار میں نِسبت ہوتی ہے۔ اُس
ں وہ سیرت پوری کی جاتی ہے جو اُسکو مدعا مقصود کے لائق کرے اور یہہ بات خصوصًا
س کی پیغمبری میں بیشتر ظہور دِکھاتی ہے۔ جب کِسی کو کِسی کام کے لِئے رسُول مقرر کیا تو
سمیں اُس کام کے لِئے قابلیت نُمایاں کیگئی۔ ذرا خیال کرو کہ موسیٰ کَون تھا جو بنی اِسرائیل
و مصر سے نِکالتا اور اُن کو وہ خدا اور وہ شرع بتاتا جو اُسنے ظاہر کیا ہے۔ خُدا ہی نے اُسکو
س کام کے لائق کیا اور اُس سے اُسنے وہ مقاصد پورے کِئے "پس اب تو جا۔ مَیں تجھے
رعون پاس بھیجتا ہوں میرے لوگوں کو جو بنی اِسرائیل ہیں۔ مصر سے نِکال"۔ (خروج ۳: ۱۰)
رچند موسیٰ نے عذر کِئے کہ مَیں کَون ہوں جو فِرعون کے پاس جاؤں اَور بنی اِسرائیل
و مصر سے نِکالوں پھر یہہ کہ جب بنی اِسرائیل کے پاس پہنچوں تو اُنہیں کیا بتاؤں۔ پھر
یہہ کہ وہ مُجھہ پر اِیمان نہ لائینگے اور نہ میری بات سُنینگے۔ اور پھر یہہ کہ اَے میرے خُداوند
یں فصاحت نہیں رکھتا نہ تو آگے سے اور نہ جب سے تُو نے اَپنے بندے سے کلام کیا اور
میری زبان اور باتوں میں لُکنت ہے۔ مگر خُدا نے اُس کو ہر عذر کا جواب دیا اور اُسے تیار
کیا۔ اور اُس میں وہ سیرت اور اَوصاف موجود کِئے جِن سے وہ اُس کام کے لائق ہو گیا
اور وہ یہہ تھے کہ مَیں تیری اور اُس کی بات کے ساتھ ہونگا۔ اور تم جو کُچھہ کروگے تمکو بتاؤنگا وغیرہ

اِسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ مسیح کی شخصی خاصیت اِس کام کے لائق تھی۔ جِس کے لِئے
وہ بھیجا گیا اور وہ کام یہہ تھا کہ باغی اور گمراہ اِنسان کو خُدا سے مِلادے + اب ہم اِس امر کو
معہ اِس بات کے دریافت کرینگے کہ محمد کی ذاتی سیرت کیا تھی۔ آیا وہ بھی اِس کام کے لائق
خاصیت رکھتا تھا جِس کے لِئے مسیح آیا۔ اور اگر وہ اُس کام کے لِئے نہ آیا تو اُسکا آنا بے ٹھکانا
ہے۔ کیونکہ وہی ایک کام تھا جِسکی بنی آدم کو ضرورت تھی۔ سو اگر مسیح اِس کام کے لائق نہ تھا

سیرتِ مسیح والمحمدؐ

تمہید

تجربہ سے اور صریحاً بھی یہہ بات قابلِ تسلیم ہے کہ جب کوئی شخص کسی عہدہ یا کام پر ممتاز ہو تو اُس میں اُس عہدے یا کام کے لائق اوصاف ہونے چاہیئے۔ کیونکہ اگر مناسب خاصیت کا شخص نہ ہوگا تو مدعا عہدہ کی تحصیل میں شکست ہوگی یا کجی پائی جائیگی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ والدین ہونے کے لئے حفاظت اور پرورش کرنے کی خاصیت ہو۔ دوست میں وفا ہو۔ مرد سپاہی میں جوانمردی ہو۔ عالم میں علم ہو۔ منصف میں انصاف ہو۔ بادشاہ میں حوصلہ اور دانائی ہو۔ مصلح میں اصلاح کا ملکہ ہو۔ کسی گروہ یا ملک کے سفیر میں دانائی اور تجربہ اور حبِّ وطنی ہو۔ تب یہہ کام جو اُن کے سپرد ہیں بخوبی انجام کو پہنچینگے۔ مگر انسانوں میں دیکھا اور سُنا جاتا ہے۔ کہ اکثر اوقات اِن امور میں نقص آجاتا ہے۔ دوست میں بے وفائی اور منصف میں بے انصافی۔ سپاہی میں بزدلی۔ عالم میں بے علمی اور مصلح میں کمزوری وغیرہ نمایاں ہوتی ہیں +

مگر جب خدائے حکیم وقدیر کسی کام کو کرتا ہے تو اُس میں نقصان اور شکست کا دخل نہیں۔ اور نہ اُسکے کاموں کی نسبت ایسا خیال واجب ہے۔ یا جب وہ کسی

46376

C3
.T364S

فہرستِ کتب

راہ نجات ... ۳ر و ۴ر
عبد المسیح ولد اسحاق کندی ... ۸ر
عدم ضرورت قرآن - از پادری جی ایل ٹھاکر داس ... ۵ر
سیرت مسیح و محمد ... ۲ر
الجواہرِ القرآن ڈپٹی آتھم صاحب ... ۸ر
شہادتِ مسیح اپنے حق میں ... ۳ر
حکمتِ الہام ... ۴ر
اعجاز قرآن ... ۴ر
جنگ مباحثہ ... ۸ر
میزان الحق - ڈاکٹر فنڈر صاحب ... ۴ر
" درچہار حصص ... ۴ر ار ۲ر
نیاز نامہ مولوی صفدر علی صاحب ... ۳ر
معراج ... ۲ر
نکاتِ اسلام احمدیہ - ڈپٹی آتھم صاحب ... ۴ر
شہادت قرآنی - سر ولیم میور کے - سی - ایس - آئی - ... ۸ر
تحریف قرآن ... ۴ر

THE CHARACTER OF CHRIST & MOHAMMED

(*Compared*)

Library
Institute of Islamic Studies OCT 16 19[illegible]

رسالۂ

سیرت المسیح والمحمد

مصنفہ

پادری۔جی۔ایل۔ٹھاکرداس

پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی

انارکلی۔لاہور

طبع چہارم قیمت ۲/ جلد ۳۲۰۰

P. R. B. S. LAHORE.

Supplied by
MINAR BOOK AGENCY
Exporters of Books & Periodicals
204, Ghadialy Building, Saddar
KARACHI-3. PAKISTAN

C3 .T364s
INSTITUTE
OF
ISLAMIC
STUDIES
46376 ★
McGILL
UNIVERSITY

McGill University Library
3 103 090 015 Y

ISLAMIC
BP172
T53
1900z